عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
# ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۲ | ۴ تا ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۴۴

## عہدِ فاروقی کا نظامِ حکومت

## سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس سے مشائخ و علمائے کرام کا خطاب

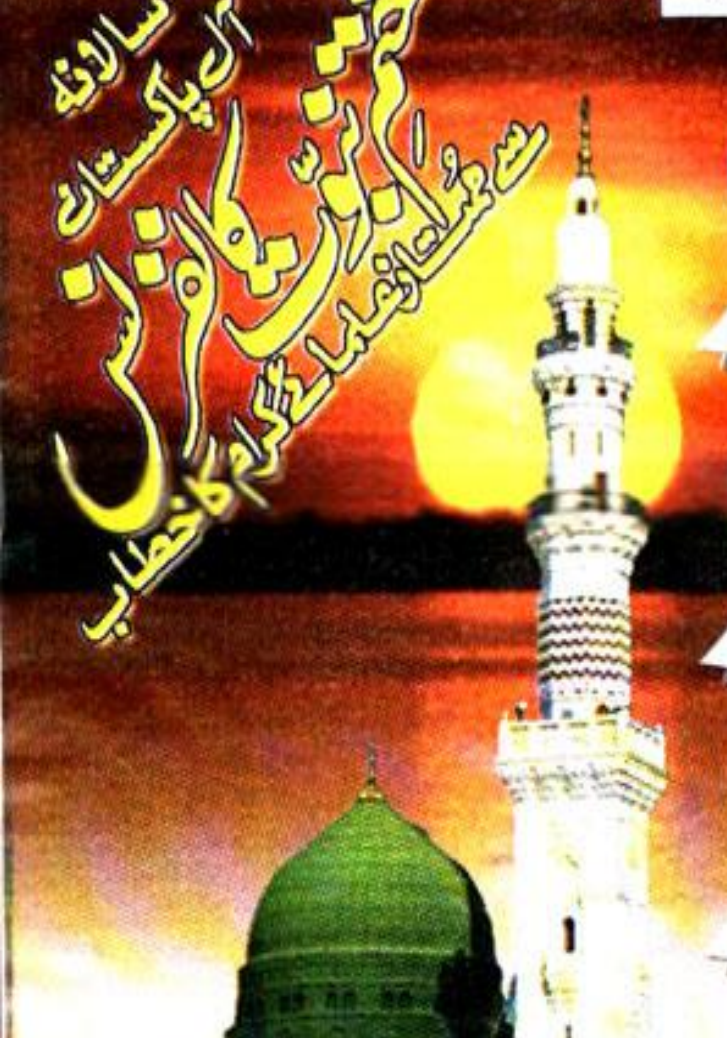

ملک کی کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانی ملکی امن و استحکام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں
(قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن)

اپنے کفر و ارتداد کو اسلام کا نام دینے والے قادیانی گروہ کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج ہونا چاہئے
(مولانا عبدالغفور حیدری)

اسلامیانِ پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں
(مولانا عزیز الرحمن جالندھری)

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مکمل کارروائی کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں
(مولانا اللہ وسایا)

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

## بروز جمعہ وفات پانیوالے کا حساب کتاب

حافظ عبدالغفور، کراچی

س:...... بروز جمعہ کسی کا انتقال ہو جائے تو سنا ہے کہ اس سے حساب کتاب نہیں ہوتا، یعنی جنت میں چلا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟

ج:...... جمعۃ المبارک کے دیگر فضائل میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ شب جمعہ یا جمعہ کے دن اگر کسی کا انتقال ہوجائے تو وہ عذاب قبر اور قبر کے سوال و جواب سے محفوظ رہے گا، اسی طرح گناہگار میت سے بھی جمعہ کے دن اور رمضان المبارک میں عذاب قبر ہٹالیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

"یا من المیت فیه من عذاب القبر ومن مات فیه أو فی لیلته أمن من فتنة القبر وعذابه"

فتاویٰ شامی ہی میں ہے:

"قال أهل السنة والجماعة: عذاب القبر حق و سؤال منکر و نکیر وضغطة القبر حق لکن إن کان کافراً فعذابه یدوم إلی یوم القیامة ویرفع عنه یوم الجمعة وشهر رمضان فیعذب اللحم متصلاً بالروح والروح متصلا بالجسم فیتألم الروح مع الجسد وإن کان خارجاً عنه، والمؤمن المطیع لایعذب بل له ضغطة یجد هول ذلک وخوفه، والعاصی یعذب ویضغط لکن ینقطع عنه العذاب یوم الجمعة ولیلتها ثم لایعود و إن مات یومها أو لیلتها یکون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم یقطع، کذا فی المعتقدات للشیخ أبی المعین النسفی الحنفی من حاشیة الحنفی ملخصاً"

(فتاویٰ شامی، ج:۲، ص:۱۶۵، طبع ایچ ایم سعید)

س:...... حج بیت اللہ کے لئے جاتے ہوئے انتقال ہوجائے یا جنت البقیع میں تدفین میسر آجائے تو کیا اس کا حساب کتاب ہوگا یا نہیں؟

س:...... رمضان المبارک میں کسی کا انتقال ہوجاتا ہے تو کیا اس کا بھی حساب کتاب ہوتا ہے یا نہیں؟ سنا ہے کہ وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔

ج:...... قیامت کے دن لوگوں کے سامنے ہر شخص کو حساب کتاب کے لئے لایا جائے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے جس بندے سے حساب لینا نہ چاہیں گے تو اس کو معمولی پوچھ پاچھ کے بعد چھوڑ دیا جائے گا۔ یہی مطلب ہے بغیر حساب کتاب کے جنت میں جانے کا اور جس آدمی سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حساب کتاب لیتے ہوئے پوچھ لیا کہ فلاں کام تم نے کیوں کیا؟ تو وہ شخص ہلاک ہوگیا، کیونکہ اس کے پاس کسی بات کا کوئی جواب نہیں ہوگا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"عن عائشةَ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لیس أحد یحاسب إلا هلک، قالت: قلت: یا رسول اللّٰه! أولیس اللّٰه یقول: "فسوف یحاسب حساباً یسیراً؟" ذلک العرض ولکن من نوقش الحساب هلک۔" (صحیح مسلم، باب اثبات الحساب، ج:۲، حدیث نمبر:۷۰۲۸، دار احیاء التراث العربی)

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

## مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ — ۴تا۱۰رمحرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۸تا۱۴رنومبر ۲۰۱۳ء — شمارہ:۴۲



## سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

## مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

## مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

## تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| قادیانیو! فیصلہ آپ نے کرنا ہے؟ | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| ختم نبوت.... عقل کی روشنی میں! (۲) | ۷ | مولانا محمد اسحاق صدیقی |
| سیدنا حضرت حسینؓ کے فضائل ومناقب | ۱۰ | مرسلہ: مولانا محمد زبیر جابر |
| سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر | ۱۳ | رپورٹ: مولانا عبدالحکیم نعمانی |
| عہد فاروقی کا نظام حکومت | ۲۰ | مولانا محمد طاسین |
| تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر | ۲۲ | خطاب: مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| قومی اسمبلی قادیانی مسئلہ..... | ۲۶ | محمد متین خالد |


## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ


## زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۱۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۱۶۵ ڈالر

## زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱، ۴۵۸۳۴۸۶-۰۶۱

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199



ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

حدیث

# جہنم کے احوال

## دوزخ کی زنجیروں کی لمبائی

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس کھوپڑی کی مثل سیسے کا گولا آسمان سے زمین پر پھینکا جائے تو رات سے پہلے زمین پر آ جائے گا، حالانکہ یہ پانچ سو سال کی مسافت ہے، اور اگر یہی سیسے کا گولا زنجیر کے سرے سے پھینکا جائے اور چالیس سال تک دن رات چلتا رہے تب بھی اس کی انتہا کو (یا فرمایا کہ اس کی تہ تک) نہیں پہنچے گا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۳،۸۴)

قرآن کریم میں دوزخ کی ان زنجیروں کا ذکر ہے جن میں جہنمیوں کو جکڑا جائے گا:

"ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ۔" (الحاقۃ:۳۲)

ترجمہ:... "پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو۔" (ترجمہ مولانا تھانوی)

قرآن کریم میں اس زنجیر کی پیمائش ستر گز ذکر فرمائی گئی، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ خود اس گز کی لمبائی کتنی ہوگی؟ آخرت کے امور کا قیاس اور اندازہ دنیا کے کسی پیمانے سے نہیں کیا جاسکتا۔ الغرض! اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو چیز پانچ سو سال کی مسافت صرف ایک دن میں رات سے پہلے طے کرسکتی ہے، وہی چیز دوزخی زنجیر کی مسافت کو چالیس برس میں بھی طے نہیں کرسکتی، اسی سے اس کے طول کا کچھ اندازہ ہوسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیسے کے گولے کا ذکر بطورِ خاص اس لئے فرمایا کہ سیسہ نہایت وزنی دھات ہے، اور چیز جتنی زیادہ وزنی ہو اسی قدر سرعت سے نیچے کو گرتی ہے، خصوصاً جبکہ گولے کی شکل میں ہو تو اس کی رفتار اور بھی تیز ہوجاتی ہے، واللہ اعلم!

## دُنیا کی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تمہاری یہ آگ جس کو تم روشن کرتے ہو، جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! واللہ! جلانے کو تو یہی آگ کافی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دوزخ کی آگ اس دُنیا کی آگ سے اُنہتّر گنا بڑھا دی گئی ہے کہ ان سترگنوں میں سے ہر حصہ اس کی تپش کے برابر ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۳)

مطلب یہ کہ جلانے کو دُنیا کی آگ بھی کافی تھی، مگر دُنیا کی آگ کا دوزخ کی آگ سے کوئی مقابلہ ہی نہیں، گویا دُنیا کی آگ دوزخ کی آگ سے اُنہتّر درجے ٹھنڈی ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر دوزخیوں کے سامنے دُنیا کی یہ آگ ظاہر ہوجائے تو راحت حاصل کرنے کے لئے دوڑ کر اس میں گھس جائیں، اَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا!

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے، اس کے ستر حصوں میں سے ہر حصے کی تپش اس آگ کی تپش کے برابر ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۳)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک دہکایا گیا، یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک دہکایا گیا، یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک دہکایا گیا، یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، پس اب وہ کالی سیاہ تاریک ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۳)

دوزخ کا سیاہ اور تاریک ہونا زیادہ وحشت و عذاب کا موجب ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اور دوزخ پیدا ہوچکی ہیں، قیامت کے دن پیدا نہیں کی جائیں گی، اہلِ حق کا یہی عقیدہ ہے۔

## جہنم کی آگ کے دو سانسوں اور اہلِ توحید کے جہنم سے نکالے جانے کا بیان

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دوزخ نے اپنے رَبّ سے شکایت کی کہ: میرے ایک حصے نے دُوسرے حصے کو کھالیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس سردی کے موسم میں، اور ایک سانس گرمی کے موسم میں، پس سردی میں اس کا سانس لینا زمہریر ہے، اور گرمی کے موسم میں اس کا سانس لینا لُو ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۳)

دوزخ کا بارگاہِ الٰہی میں شکایت کرنا بزبانِ حال بھی ہوسکتا ہے اور اپنے حقیقی معنی پر بھی محمول ہوسکتا ہے، اور اس کو حقیقی معنی پر محمول کرنا زیادہ راجح ہے، مگر یہ چیز ہمارے ادراک سے باہر ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرتی ہے، لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، مولانا رُوم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خاک و باد و آب و آتش زندہ اند
با من و تو مردہ با حق زندہ اند

اور "میرے ایک حصے نے دُوسرے حصے کو کھالیا ہے" اس سے دوزخ کی گرمی اور تپش کی شدت مراد ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سردی اور گرمی کا نظام دوزخ کے سانس لینے سے وابستہ ہے، جب کہ اس کا ظاہری سبب سورج کے خطِ استوا سے قریب یا بعید ہونا ہے۔ دراصل کائنات میں جو سلسلۂ اسباب کارفرما ہے اس کی بعض کڑیاں تو عام لوگوں کے لئے بھی ظاہر ہیں، اور بعض ایسی مخفی ہیں کہ جو انسانی عقل سے بھی ماورا ہیں، اس لئے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ گرمی و سردی کا سلسلۂ اسباب صرف آفتاب تک محدود نہیں، بلکہ یہ سلسلہ آگے بڑھ کر دوزخ کے سانس لینے تک پہنچتا ہے۔ ☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

# قادیانیو! فیصلہ آپ نے کرنا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

مسلمان برصغیر میں بہت ہی مطمئن اور امن وسکون سے رہ رہے تھے، ان کا آپس میں نہ کوئی مذہبی خلفشار تھا اور نہ ہی کسی قسم کا ذہنی وفکری کوئی انتشار۔ ہر ایک اللہ رب العزت کے دین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کر رہا تھا۔ تاس ہو مال وزر اور ہوس اقتدار کا کہ اس نے انگریز اور اس کے حواریین کو برصغیر پر تسلط جمانے اور اس پر قبضہ کرنے کی راہ دکھائی، جس کے نتیجے میں انگریز نے عیاش اور دنیا پرست حکمرانوں کو سبز باغ دکھا کر ان سے اقتدار چھینا، یکے بعد دیگرے کئی حکمرانوں، ان کے وزیروں، مشیروں حتیٰ کہ ان کی آل اولاد اور ان کے گھر والوں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود ہی متحدہ ہندوستان پر حکمران بن بیٹھا اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے کئی ایک مکر وفریب اور سازشوں کو برپا کرنے کے علاوہ مسلمانوں میں آزادیٔ مذہب کا نعرہ بھی لگایا، جس سے کئی سادہ لوح اور کچے مسلمان ان کے اس نعرہ سے مرعوب ہو کر ان کی سازشوں کا شکار ہوگئے اور متحدہ ہندوستان میں اسلام کا دم بھرنے والی کئی پارٹیاں اور جماعتیں بن گئیں، جس سے آہستہ آہستہ مسلمانوں میں ذہنی اور فکری انتشار در آنے لگا۔

دوسری طرف کھرے اور سچے مسلمانوں میں ایک ہی سوچ پروان چڑھ رہی تھی کہ انگریز غاصب ہے، اس نے ہمارے ملک پر ناجائز قبضہ کیا ہے، جب تک اس کو اپنے ملک سے نکالا نہیں جائے گا، اس وقت تک ملک میں دوبارہ چین اور سکون نہیں آسکتا، اس لئے انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا علم تھاما اور استخلاص وطن کی تحریک شروع کردی، اس تحریک میں انگریز کے ہر وار اور داؤ پیچ کو ناکام بنایا۔

انگریز مسلمانوں کی اس کامیاب حکمت عملی کے سامنے جب پسپا ہونے لگا تو اس نے جہاد کے خلاف فتویٰ حاصل کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا اور اسے اپنی طرف سے نبی ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا، جس کا مرزا غلام احمد قادیانی نے ان الفاظ میں اعتراف کیا کہ: ''میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں'' اس کے بعد ہمیشہ اپنے حواریین اور ماننے والوں کو انگریز کے خلاف جہاد کی حرمت کی تلقین کرتا رہا اور جہاد کے خلاف زندگی بھر مضامین اور کتابیں لکھتا رہا۔ یہاں تک بھی لکھا کہ ہم ہر چیز میں مسلمانوں سے علیحدہ ہیں اور اعلان کرتا رہا کہ کوئی قادیانی مسلمانوں کا نماز جنازہ نہ پڑھے، کوئی ان کو لڑکی دے، نہ لڑکی لے۔ مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد کہا، جنگل کے سور اور مسلمان خواتین کو کتیا کہتا رہا، اس وقت کے علماء نے دلائل وبراہین سے اس کا مقابلہ کیا، اور مسلمانوں کو بتلایا کہ یہ شخص دعویٰ نبوت کرنے کی بنا پر مرتد، کافر اور زندیق بن چکا ہے۔ یہ خود اور اس کے ماننے والے کافر ہیں، لہٰذا قرآن کے حکم کے مطابق ان سے ہر قسم کا بائیکاٹ کیا جائے۔

علمائے امت نے متحدہ ہندوستان میں بھی اور ملک کی تقسیم کے بعد نظریہ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی مملکت میں قادیانیوں کے زبردستی گھس آنے کے بعد پاکستان بھر میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حواریین کا ہر سطح اور ہر مقام پر مناظروں، مباہلوں اور تحریر کے میدان میں دلائل وبراہین سے مقابلہ کیا۔ قادیانیوں نے اپنی فطری دجالیت اور چالاکی سے چنیوٹ کے مضافات میں ایک خطۂ ارضی کو کوڑیوں کے بھاؤ اپنی انجمن کے نام انگریز سے الاٹ کرا کر اس کا نام ''ربوہ'' رکھ دیا اور عملاً وہاں اپنی ریاست اور اجارہ داری قائم کرلی۔ علمائے امت اور محب دین مسلمان عوام نے اس کے خلاف بھرپور احتجاج ریکارڈ کرایا اور فیصلہ کیا کہ جب تک

اس کا نام تبدیل نہیں ہو جاتا اور اس شہر کو کھلا شہر قرار نہیں دیا جاتا، یہ احتجاج ہر سطح پر جاری رہے گا اور ہر سال چنیوٹ میں کانفرنس کا انعقاد کیا جائے گا۔

الحمدللہ! ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو خلاف اسلام عقائد رکھنے کی بنا پر ان کے لیڈروں کے بیانات کی روشنی میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد ربوہ کھلا شہر قرار دیا گیا اور اب اس کا نام بھی الحمدللہ! ربوہ سے تبدیل ہو کر ”چناب نگر“ ہو گیا ہے۔ ۱۹۸۲ء سے چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر سال دو روزہ سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں تمام دینی، سیاسی، مذہبی، صحافی، تاجر برادری اور وکلا حضرات کے نمائندے شرکت کرتے ہیں۔ اس سال ۲۴، ۲۵؍اکتوبر ۲۰۱۳ء کو بھی اس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس کی تفصیلات اور اس کانفرنس میں منظور کی جانے والی قراردادیں آپ آگے اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف لائے اور آخری تفصیلی بیان ان کا ہوا، اس بیان کے چند اقتباسات روزنامہ جنگ کراچی نے ان الفاظ میں نقل کئے:

”لاہور (نمائندہ جنگ) مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل ڈرون حملوں کو جنگی جرائم قرار دے چکی ہے۔ اس کے بعد اقوام متحدہ کو بھی ڈرون حملوں کے خلاف سخت نوٹس لینا ہوگا۔ طالبان سے مذاکرات میں تاخیری حربے ملک کو تباہی کی طرف دھکیلنے کے مترادف ہیں۔ طالبان سے مذاکرات میں حکومت کسی قسم کا دباؤ قبول نہ کرے، ملک کے کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانی ملکی امن واستحکام کے خلاف شب و روز سازشوں میں مصروف ہیں۔ ہماری ناکام داخلہ پالیسیوں کی بدولت قادیانی لابی نے بیوروکریسی میں اپنے پنجے مضبوط کر لئے۔ قادیانی جہاد کے منکر ہیں لہٰذا انہیں فوج سے نکال باہر کیا جائے۔ وہ چناب نگر میں آل پاکستان سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ مسلمان عملی اعتبار سے کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو وہ حرمت رسول پر کٹ مرنے کو سعادت تصور کرتا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا مگر مقتدر قوتوں نے پاکستان کے بنیادی نعروں سے انحراف کر کے اسلامی عقائد کو متنازع بنا کر قادیانی گروہ کی سرپرستی کی۔ مولانا میاں محمد اجمل قادری نے کہا کہ قادیانیوں کا حرمین شریفین میں داخلہ روکنے کے لئے ضروری ہے کہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے، تاکہ مسلم اور غیر مسلم کی شناخت میں آسانی ہو سکے۔“ (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۶؍اکتوبر ۲۰۱۳ء)

اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام قائدین، علمائے کرام، مبلغین اور اس کاز سے محبت رکھنے والے مسلمانوں کا امیر مرکزیہ، نائب امیر مرکزیہ، ناظم اعلیٰ اور ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت شکریہ ادا کرتا ہے اور انہیں اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

اس کے علاوہ ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت اس وقت کے تمام قادیانیوں کو ایک بار پھر اسلام کی دعوت دیتا ہے اور بتانا چاہتا ہے کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کی تمام تر کارروائی شائع ہو چکی ہے، مرزا ناصر قادیانی اور ان کے معاونین کے بیانات اور لاہوری گروپ کے اس وقت کے سربراہ اور اس کے معاونین کے بیانات من وعن اس کارروائی میں موجود ہیں، آپ انہیں پڑھیں اور بالکل خالی الذہن ہو کر ان کے بیانات، تحریرات اور ان کی مغالطہ آمیز باتوں کا تجزیہ کریں اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور ان کا دفتر آپ کی دینی راہنمائی کے لئے ہر وقت حاضر خدمت ہے۔

سچی بات ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیت سے وابستہ تمام افراد کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دے کر ان کی دنیا اور آخرت سنوارنا چاہتی ہے۔ مرزا مسرور اور ان کی رائل فیملی قادیانیوں کو گمراہ کر کے اپنی دنیا بنا رہی ہے اور ان بے چارے مسکین بھولے بھالے سادہ لوح قادیانیوں کی دنیا و آخرت دونوں تباہ کر رہی ہے۔ اے قادیانیت سے وابستہ حضرات! فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں یا ناکام؟؟ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

# ختم نبوت.... عقل کی روشنی میں!

مرسلہ: مولانا محمد شفیق علوی (۲) مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی

اہل اسلام کے عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ یہود کو جو ایک خاص عداوت اور دشمنی ہے۔اس کی دوسری وجہ ان کا یہی تمنائی عقیدہ ہے۔اس قوم کو جسے قرآن مجید نے مغضوب علیہم کا لقب دیا ہے۔جن مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑا اور مختلف ادوار وانقلاب میں یہ جس پستی، ذلت، مسکنت اور تکلیف دہ حالات سے گزرتے رہے۔ اس کی داستان عبرت انگیز ہے۔ غلامی ومحکومی ان کے لئے ایسی لازم ہوگئی کہ آزادی کا تصور بھی ان کے ذہن سے جاتا رہا۔مسیحیوں نے انہیں محکوم بنا کر کچلا اور پیسا۔ ذلیل ورسوا کیا۔ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ لطیفہ یہ ہے کہ یہ وہی مسیحیت تھی جو خود یہود کی اختراع کی ہوئی تھی۔ صدیوں کے اس ظلم وستم کے بعد مذہب کا جذبہ یورپ کے دل میں کمزور پڑ گیا تو یہود کو اپنی گلوخلاصی کی توقع ہوئی۔ مگر اس قوم کی بدنصیبی اور شامت اعمال نے نسلی عصبیت کو مذہبی عصبیت سے بھی زیادہ بڑھا دیا۔ سامی النسل یا دوسرے الفاظ میں عربی الاصل ہونے کی وجہ سے ہٹلر نے انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ اس وقت اس کا ستارہ عروج پر ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ عارضی وقفہ ہو اور جلد ہی انہیں ان کے مفسدانہ طرز عمل کی سزا دی جائے۔ مختصر یہ کہ یہود قومی حیثیت سے اسلام کے بعد سخت آلام ومصائب ظلم وستم اور ذلت ورسوائی کا شکار رہے۔ ایسے ہمت شکن اور صبر آزما حالات میں اس عقیدے کو زندگی کا عام سہارا اور ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنے کا ذریعہ بنالینا بالکل طبعی اور نفسیاتی ،اصول پر مبنی ہے۔

وہ قومیں جو عزت ووقار کی بلندیوں سے ذلت وادبار کی پستیوں میں پہنچ گئی ہوں۔ اپنی قوت حیات کی تقویت اور حرارت قومی کو برقرار رکھنے کے لئے اس قسم کے وہمی عقیدوں کا بطور دوا سہارا لیا کرتی ہیں اور اس طرح کی موہوم امیدوں کے سہارے جیا کرتی ہیں۔

ایسے نبی کا انتظار جو بنو اسرائیل کی ذلت کو عزت، پستی کو رفعت اور غم واندوہ کو مسرت سے بدل دے۔ان کی شکستہ اور افسردہ زندگی کا آخری سہارا اور ظلمت یاس میں امید کا چراغ ہے۔ ختم نبوت کا تصور ان کے لئے اجتماعی موت کا پیغام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ برابر ایک نئے نبی کے آنے کے امکان اور سلسلہ نبوت جاری رہنے کی ضرورت پر زور دیتے رہے۔ اسلام سے بے خبر یا ذوق اسلامی سے محروم مسلمان بھی اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے اور ان کی آواز میں آواز ملانے لگے۔

یہود کے یہ فساد انگیز اثرات امت مسلمہ پر تین طریقوں سے ہوئے

۱:......بعض یہود نے منافقانہ طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا اور عقائد باطلہ اختراع کرکے اہل اسلام میں ان کی ترویج کی کوشش کی۔ ان میں وہ عقائد بھی شامل ہیں جن کی زد ختم نبوت پر پڑتی ہے۔ عقیدہ امامت کی ترویج اسی صورت سے ہوئی۔

۲:......اس قسم کا پروپیگنڈہ کیا گیا جس سے ضعیف الایمان اور دین سے ناواقف مسلمان متاثر ہوئے۔ یہ صورت آج بھی جاری ہے۔ امریکہ اس کا خاص مرکز ہے۔ جہاں یہود باوجود صرف چھ فیصدی ہونے کے بہت زیادہ اثر ونفوذ رکھتے ہیں۔

۳:...... اختلاط وصحبت کی وجہ سے امت مسلمہ کے ضعیف الایمان اور دین سے ناواقف افراد غیر شعوری طریقہ سے متاثر ہوئے۔ یہ صورت بھی بعض مقامات پر اب تک قائم ہے۔

عجیب بات ہے کہ خود یہود میں بھی جو عقیدہ ختم نبوت کے دشمن ہیں اور اپنی نشاۃ ثانیہ کے لئے کسی اسرائیلی نبی کے منتظر رہتے ہیں۔ متعدد مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے (OUR JIVISH HERITAGE مصنفہ RABBI WOLF اور GAIR) اور ان کے باطل خیالات وافکار کے اثرات سے امت مسلمہ میں بھی یہ فساد پیدا ہوا۔

## دین میں فلسفہ کی آمیزش:

شیر شیریں میں زہر کے چند قطروں کی آمیزش اسے مہلک اور خطرناک بنا دیتی ہے۔ دین میں کسی فلسفہ کی آمیزش بھی اس کے مزاج کو فاسد بنا دیتی ہے۔ وہ دین نہیں رہتا بلکہ ایک ایسا فلسفہ بن جاتا ہے۔ جسے دین کا لباس پہنا دیا گیا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک مدت تک اسلام کی فطری سادگی قائم رہی اور مسلمان عام طور پر اسی طریق فکر پر قائم رہے۔ جس کی تعلیم قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ مگر

آہستہ آہستہ عجم سے اختلاط کی وجہ سے صحیح طرز فکر بدلا اور اس کی جگہ فلسفیانہ طریق فکر نے لے لی۔ ایک گروہ تو قرآنی طرز فکر اور نبوی طریق تدبر پر قائم رہا۔ دوسرے گروہ نے اس راستہ کو چھوڑ کر ارسطو اور افلاطون وغیرہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی۔ فلسفی عام طور پر کج فہمی اور ژولیدگی فکر کے مہلک مرض میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یونانی فلسفی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ ان کج فہموں کی پیروی کر کے بہت سے اسلام کے نام لیوا بھی اس متعدی بیماری کا شکار ہوگئے اور شکوک وشبہات، عقائد باطلہ اور فہم دین سے تہی دستی میں مبتلا ہو کر راہ حق سے بھٹک گئے۔ یہی وہ جماعتیں ہیں۔ جنہیں ہم اسلام کے فرق باطلہ اور احزاب ضالہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان میں باہم شدید اختلافات ہونے کے باوجود اسلامی فکری طرز فکر اور نبوی وقرآنی طرز تدبر سے بے اعتنائی ومحرومی مشترک نظر آتی ہے۔ ان میں اکثر فرقے ایسے ہیں۔ جن کے طرز استدلال اور عقائد باطلہ کو دیکھ کر ہر صاحب فہم اس نتیجے پر پہنچے گا کہ انہیں یونان، انگلستان، روس، امریکہ یا اور کسی جگہ کے فلسفہ کے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اسی زہر کا اثر ہے کہ یہ باطل کی تلخی کو شیریں اور حق کی شرینی کو تلخ محسوس کرتے ہیں۔ ان کی گمراہی کے دوسرے اسباب بھی ہیں۔ مثلاً غیروں سے، خصوصاً یہود سے تاثر مگر ان کا فلسفیانہ طرز فکر سب سے زیادہ ان کے لئے گمراہ کن ہے۔

فلسفہ سراب تخیلات ہے۔ دین، آب حیات، فلسفہ مصنوعات ذہن کو فریب کارانہ طریق سے حقائق کا لباس پہناتا ہے۔ دین، حقائق کو بے نقاب کر کے روشناس کراتا ہے۔ فلسفہ شکوک واوہام کا مجموعہ۔ دین، اذعان ویقین کا مخزن، فلسفہ اضطراب وتشویش کا سرچشمہ۔ دین، اطمینان وسکون کا منبع۔ دونوں کے راستے اور دونوں کی فطرتیں بالکل الگ الگ ہیں۔ ان دونوں کا اختلاط بالکل بے جوڑ اور خلاف فطرت ہے۔ وہ مذہب جو فلسفہ اور دین سے مرکب ہو وہ کسی درجہ میں فلسفہ تو کہا جاسکتا ہے۔ مگر اسے دین کہنا دین کے مفہوم سے مکمل ناواقفیت اور اس پر ظلم کے مرادف ہے۔

## فساد کے وقت نبی کا آنا؟

مسئلہ ختم نبوت میں جن لوگوں نے شک کیا ہے۔ ان میں سے بکثرت اسی فلسفیانہ طرز فکر کی وجہ سے اس ورطۂ ضلال میں مبتلا ہوئے ہیں۔

فلسفہ کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ ان مسائل کو بھی محض عقل سے حل کرنا چاہتا ہے۔ جن میں درحقیقت نقل اور وحی ربانی کی احتیاج ہے۔ سلسلۂ نبوت جاری رہنے کا مسئلہ بھی اسی قسم کا ہے۔ اس کے بارے میں عقل محض ہماری رہنمائی سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی ضرورت، وحی ربانی اور تعلیم نبوی کی احتیاج تو ایسی چیزیں ہیں، جن کی طرف عقل خالص رہنمائی کرتی ہے۔ لیکن اس سے آگے نقل صحیح کی امداد کے بغیر وہ قدم نہیں بڑھا سکتی۔ منکرین ختم نبوت کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اس کے بعد کے مسائل کو جو خالصتاً نقل صحیح کے محتاج ہیں۔ محض عقل سے سمجھنا چاہا۔ یہاں کے زیغ وضلال کی ابتداء تھی جو عقل سلیم کو فلسفہ کے پاس رہن رکھ دینے کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ بیشک عقل سلیم بتاتی ہے کہ رب العالمین نے انسان کو عقل وشعور کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے اور نیک اور بد کے دوراہے پر اسے کھڑا کیا ہے۔ تو یقیناً اس کی رہنمائی کا سامان بھی فرمایا ہوگا اور اس رہنمائی کے لئے کسی انسان ہی کو منتخب فرمایا ہوگا۔ کیونکہ فطرتاً انسان انسان ہی سے سیکھتا ہے۔ لیکن اگر ہادی حقیقی نے اس قسم کا ایک رہنما بھی کسی زمانہ میں بھیج دیا ہے تو عقل کسی دوسرے نبی کی ضرورت بطور خود سمجھنے سے قاصر ہے۔

اگر بالفرض حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حق تعالیٰ کسی کو نہ بھیجتے تو عقل ہرگز یہ نہ بتاتی کہ اب کسی دوسرے نبی کا آنا حق تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا تقاضہ ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف تسلیم کرتی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بھیج دینے کے بعد ربوبیت کا تقاضا پورا ہوگیا۔ یعنی حق تعالیٰ نے انسان کو وہ راستہ بتادیا جو حق تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی طرف جاتا ہے۔ اس راستہ پر چلنا اور آئندہ نسلوں کو اس پر لے چلنا یہ حضرت نوح علیہ السلام کے اصحاب اور شاگردوں کا کام تھا۔ ان کے بعد یہ ذمہ داری ان کے بعد آنے والوں کی طرف منتقل ہونا چاہئے۔ وعلیٰ ہذا القیاس ہر ما قبل کی نسل کا فرض تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی لائی ہوئی ہدایت اور ان کے عطا فرمائے ہوئے دینی سرمائے کو امانت کی طرح محفوظ کر کے آنے والوں تک پہنچاتی رہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہتا اور اسے عقلاً جاری رہنا چاہئے تھا تو محض عقلی اعتبار سے ان کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے کی کیا ضرورت باقی رہتی؟ اگر بعد کی نسلوں نے تعلیمات نوحی اور وحی ربانی کو بھلا دیا تو یہ ان کا جرم عظیم تھا۔ جس پر وہ مستحق عذاب ہوئے نہ کہ مستحق رحمت۔ ان کی اس نالائقی اور ناقدرشناسی اور ناشکری پر بجائے عذاب کے یہ کرم وعنایت فرمانا کہ ان میں کسی نبی جدید کو بھیج کر یاد دہانی کا سامان فرمایا جائے۔ اس کا لزوم کسی عقلی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا۔

مسئلہ کو ایک دوسرے زاویہ سے بھی دیکھئے۔ اگر زیغ وضلال کے وقت کسی نبی کا بھیجنا صفت ربوبیت یا رحمت کا ناگزیر تقاضا ہے یا عقلاً ضروری ہے تو ماننا پڑے گا کہ ہر ایسے زمانہ میں جب کفر وضلال عام ہوگیا ہو کوئی نہ کوئی ضرور آیا ہو۔ بلکہ لازم آئے گا کہ حیات عالم کا کوئی حصہ بھی نبی کے وجود سے خالی نہ رہے۔ اس لئے کہ دنیا کبھی ضلال وگمراہی

سے خالی نہیں رہی اور غالباً قیامت تک نہ رہے گی۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ لازم بالکل باطل اور خلاف واقعہ ہے۔ تاریخ عالم بتاتی ہے کہ بعض اوقات صدیوں تک ساری دنیا کفر وضلالت کا ظلمت کدہ بنی رہی ہے اور کسی نبی کی بعثت نہیں ہوئی۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ صدیوں کا فاصلہ ہے۔ یہ چھ صدیاں ظلم وفساد، کفر وضلال، شر وطغیان کے لحاظ سے تاریخ کی پیشانی پر نمایاں داغ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے ان میں کسی نبی ورسول کی بعثت کا پتہ نہیں چلتا۔

عقل کی حیرانی وآبلہ پائی اسی منزل پر ختم نہیں ہو جاتی۔ اسے اپنی عاجزی کا مکرر اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ جب ہم زمان ومکان کے اعتبار سے مسئلہ بعثت پر غور کرتے ہیں۔ ایک ہی زمانہ ایک ہی جگہ اور ایک ہی قوم میں دو دو نبی مرسل فریضہ تبلیغ وتعلیم ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضرت موسیٰ، حضرت ہارون علیہم السلام کا زمانہ ایک ہی ہے اور امت بھی ایک۔ حضرت عیسیٰ وحضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں کی بعثت ایک ہی دور میں ہوئی ہے اور دونوں کی امت بھی ایک ہی ہے۔ محل تبلیغ وتعلیم کے لحاظ سے بھی ان سب میں وحدت پائی جاتی ہے۔ کیا اس کی کوئی عقلی توجیہ ممکن ہے؟ کیا عقل محض ان خصوصیات کے ساتھ ان سب کی ضرورت بتانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے؟ حیرت کی کوئی انتہاء نہیں رہتی۔ جب اس واقعہ کے ساتھ اس حقیقت کو بھی سامنے رکھئے کہ کئی کئی صدیوں تک دنیا نور نبوت سے محروم نظر آتی ہے اور خود اس دور میں بعض وہ قومیں جو تعداد وقومیت کے لحاظ سے بنواسرائیل سے زیادہ تھیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے محروم رہیں۔

حاصل یہ ہے کہ اوّل تو عقل محض ایک نبی کے آنے کے بعد کسی دوسرے نبی کی ضرورت معلوم کرنے سے بالکل قاصر ہے اور اگر اسے اس کے حدود استطاعت میں فرض بھی کر لیا جائے تو انبیاء کے زمان ومکان اور امت کے تعین کے بارے میں تو وہ بالکل سرمہ در گلو اور انگشت بدندان نظر آتی ہے۔

ایسی حالت میں مسئلہ اجرائے نبوت کو محض عقل سے سمجھنے کی کوشش کرنا نقل کی امداد کے بغیر محض عقلی استدلال کے بھروسہ پر یہ دعویٰ کرنا کہ سلسلۂ نبوت کو جاری رہنا چاہئے یا فلاں زمانہ اور دور میں نبی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یا بالفاظ مختصر عقل کے اسپ لنگ کو اس میدان میں جولان کرنا عقل اور ان مسائل دونوں پر سخت ظلم ہے۔ یہ نتیجہ ہے دین میں فلسفیانہ طرز فکر اختیار کرنے کا جو الہیات کی طرح نبوات میں بھی بالکل غلط، گمراہ کن اور مغالطہ انگیز ہے۔ حق تعالیٰ نے اس مغالطہ کی بیخ کنی فرمائی ہے اور صاف صاف فرمایا ہے کہ ''اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام:۱۲۴)'' ﴿اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتے ہیں کہ کسے رسول بنائیں۔﴾

نبی اور رسول کون ہو؟ اور کب ہو؟ ان سب باتوں کو اللہ علیم وبصیر ہی جانتے ہیں اور اپنی مرضی سے متعین فرماتے ہیں کہ کسی کی عقل وخرد کو حق نہیں کہ ان امور کے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکے۔ ''اھم یقسمون رحمۃ ربک (الزخرف:۳۲)'' ﴿کیا آپ کے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟﴾

کیا یہ کہنا کہ بنواسرائیل میں سلسلۂ نبوت مدت دراز تک جاری رہا اور ایسے اشخاص بکثرت ہوئے جو وحی ربانی اور بلاواسطہ ہدایت الٰہی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ اس لئے امت محمدیہ علیہ الف الف تحیۃ میں ایسے اشخاص کا وجود ناگزیر ہے۔ یا یہ کہنا کہ امت کا اس سے محروم رہنا اس کی نکبت وذلت ہے۔ کیا تقسیم رحمت رب کا جاہلی ادعا باطل نہیں ہے؟ یہی وہ فلسفیانہ جہالت اور کج فہمی ہے جس نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کو کفر وارتداد کے قعر عمیق میں گرا دیا اور یہی وہ جاہلی مغالطہ ہے جس میں آج بھی بہت سے اشخاص مبتلا ہیں۔

سطور بالا کا ماحاصل یہ ہے کہ عقل محض مندرجہ ذیل مسائل کو بغیر اعانت نقل صحیح سمجھنے سے بالکل عاجز ہے۔

اول: کسی نبی کی بعثت کی کس وقت اور کس زمانہ میں احتیاج ہوتی ہے؟ اور فلاں زمانہ ایسا ہے جس میں نبی ورسول کی بعثت ناگزیر یا کم از کم قابل ترجیح ہے۔

دوم: کسی قوم میں نبی کا مبعوث ہونا مناسب یا ضروری ہے۔

سوم: کسی امت یا دنیا کی کسی خاص حالت میں نبی کی بعثت ضروری یا راجح ہے۔

چہارم: سلسلۂ نبوت کا تھوڑے تھوڑے وقتوں یا بلاتوقف جاری رہنا لازم یا قابل ترجیح ہے اور اس وقفہ کی مقدار اتنی ہونی چاہئے۔

یہ مسائل قطعاً عقلی نہیں بلکہ خالصتاً نقلی ہیں۔ اللہ علام الغیوب ہی جانتے ہیں کہ کب کہاں اور کن حالات میں بعثت انبیاء علیہم السلام مفید اور ضروری معلوم ہوئی۔ حکیم وعلیم کی حکمت جب اور جن حالات میں جس امت کے لئے اس نعمت کی مقتضی ہوئی۔ اسی وقت اور ایسے ہی حالات میں اس امت میں نبی ورسول کو مبعوث فرمایا گیا۔ عقل بشری بغیر اعانت نقل صحیح ان امور کے دریافت کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔

(جاری ہے)

# سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

مرسلہ: مولانا محمد زبیر طاہر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے نواسے حضرت علیؓ و فاطمۃ الزہراؓ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت حسینؓ کی ولادت شعبان ۴ ہجری میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کا نام حسین رکھا، ان کو شہد چٹایا، ان کے منہ میں اپنی زبان مبارک داخل کر کے لعاب مبارک عطا فرمایا اور ان کا عقیقہ کرنے اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے ان کے عقیقہ کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ (موطا امام مالکؒ)

اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؓ کی طرح حضرت حسینؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بھی غیر معمولی محبت اور تعلق تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ان کی عمر صرف چھ یا سات سال تھی، لیکن یہ چھ یا سات سال آپ کی صحبت اور شفقت و محبت میں گزرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے خاص لطف و کرم اور محبت کا برتاؤ کیا۔ حضرت عمرؓ کے آخری زمانہ خلافت میں آپؓ نے جہاد میں شرکت شروع کی ہے اور پھر بہت سے معرکوں میں شریک رہے، حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ان کے گھر کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ نے جب حضرت معاویہؓ سے مصالحت کر کے خلافت سے دستبرداری کے ارادہ کا اظہار کیا تو حضرت حسینؓ نے بھائی کی رائے سے اختلاف کیا، لیکن بڑے بھائی کے احترام میں ان کے فیصلے کو تسلیم کیا۔ البتہ جب حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ نے یزید کی خلافت کی بیعت لی تو حضرت حسینؓ اس کو کسی طرح برداشت نہ کر سکے اور یزید کے خلیفہ بن جانے کے بعد اپنے بہت سے مخلصین کی رائے و مشورہ کو نظر انداز کر کے جہاد کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے کوفہ کے لئے تشریف لے چلے ابھی مقام کربلا ہی تک پہنچے تھے کہ واقعہ کربلا کا پیش آیا اور آپ وہاں شہید کر دیے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ تاریخ وفات ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری ہے، اس وقت عمر شریف تقریباً ۵۵ سال تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل حضرت فاطمہؓ ہی سے چلی اور ان کی اولاد میں حضرت حسینؓ اور ان کی دو بہنیں حضرت زینب اور حضرت کلثوم رضی اللہ عنہم اجمعین ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقاء نسل کا ذریعہ بنے ہیں۔

## حضرات حسنینؓ کے فضائل ومناقب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ کے صحابی ہونے کا شرف کیا کم ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے بہت محبت بھی تھی۔ شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ یہ دونوں بھائی بچپن میں حالت نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے، کبھی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے گزرتے رہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بھی ان کا خیال کرتے، جب تک وہ کمر پر چڑھے رہتے آپ سجدہ سے سر نہ اٹھاتے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۳، ص:۲۹۴)

آپ اکثر انہیں گود میں لیتے، کبھی کندھے پر سوار کرتے، ان کا بوسہ لیتے انہیں سونگھتے اور فرماتے: ''انکم لمن ریحان اللہ''... تم اللہ کی عطا کردہ خوشبو ہو...۔'' (جامع ترمذی باب ما جاء فی رحمۃ الولد)

ایسے ہی ایک موقع پر حضرت اقرع ابن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کر دیا: ''اے اللہ کے رسول! میرے تو دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہ من لایرحم لا یرحم''... جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی منجانب اللہ رحم نہیں کیا جاتا...۔''

(ترمذی باب ما جاء فی رحمۃ الولد)

آیت تطہیر کے نزول کے بعد آپؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو اپنی ردائے مبارک میں داخل فرما کر اللہ سے عرض کیا:

''اللھم ھولاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیر۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے گندگی کو دور فرما دیجئے اور پاک و صاف کر دیجئے۔'' (ترمذی باب مناقب اہل بیت)

صحیح بخاری میں حضرت عدی بن ثابتؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے تھے اور یوں دعا کر رہے تھے: ''اللھم الی احبہ فاحبہ''... اے

اللہ! یہ مجھے محبوب ہے، آپ بھی اسے اپنا محبوب بنا لیجئے....“(صحیح بخاری، ج:۱،ص:۳۵۰، مناقب الحسن والحسین، صحیح مسلم، ج:۲،ص:۲۸۳، باب من فضائل الحسن والحسین)

امام بخاریؒ ہی نے حضرات حسنینؓ کے مناقب میں حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے کسی عراقی نے مسئلہ دریافت کیا کہ: محرم (احرام کی حالت میں) اگر مکھی مار دے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟ حضرت ابن عمرؓ نے بڑی ناگواری سے جواب دیا کہ اہل عراق مکھی کو قتل کرنے کا مسئلہ پوچھتے آتے ہیں اور نواسۂ رسول (حضرت حسینؓ) کو قتل کردیا، حالانکہ آپ نے اپنے دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا تھا: ”ھما ریحانتای من الدنیا“... یہ دونوں میرے لئے دنیا کی خوشبو ہیں....(صحیح بخاری باب مناقب الحسن والحسین، ج:۱،ص:۵۳۰، ترمذی، ج:۲،ص:۲۱۸، مناقب الحسن والحسین وفی روایۃ الترمذی ذکر البعوض)

امام ترمذی نے حضرت اسامہ بن زید کی حدیث ذکر کی ہے کہ میں کسی ضرورت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ گھر کے باہر اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کولہوں پر (یعنی گود میں) کچھ رکھے ہوئے تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے، میں نے جب دیکھا کہ ایک جانب حسنؓ اور دوسری جانب حسینؓ ہیں اور فرمایا: ”ھذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما۔“(ترمذی، ج:۲،ص:۲۱۸، مناقب الحسن والحسین)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی ان سے محبت فرمایئے اور جو ان سے محبت کرے اس کو بھی اپنا محبوب بنالیجئے۔“ ”اللھم انی احبھما فاحبھما“ اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، آپ بھی ان کو اپنا محبوب بنالیجئے۔

یہ دعائیہ کلمات صحیح سندوں سے حدیث کی متعدد کتابوں میں مروی ہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دونوں نواسے اللہ اور اس کے رسول کے محبوب ہیں، ایک بار ایسا ہوا کہ آپ خطبہ دے رہے تھے دونوں نواسے آگئے، آپ نے خطبہ روک کے ان دونوں کو اٹھالیا اور اپنے پاس بٹھالیا پھر باقی خطبہ پورا کیا۔

امام ترمذی نے حضرت یعلی بن مرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔“ (جامع ترمذی، ج:۲،ص:۲۱۹، باب مناقب اہل بیت)

ترجمہ: ”حسین میرے ہیں اور میں حسین کا، جو حسین سے محبت کرے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے حسین میرے ایک نواسے ہیں۔“

”حسین منی وانا من حسین“ کے کلمات انتہائی محبت، اپنائیت اور قلبی تعلق کے اظہار کے لئے ہیں، اس کے بعد وہی دعائیہ کلمات ہیں جن کے متعلق عرض کیا کہ یہ الفاظ متعدد روایات میں مذکور ہیں اس مضمون کی کئی روایات امام ترمذی نے مناقب الحسن والحسین کے عنوان کے تحت ذکر کی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی والدہ کو ”سیدۃ نساء اھل الجنۃ“ اور دونوں بھائیوں کو ”سیدا شباب اھل الجنۃ“ فرمایا ہے۔(جامع ترمذی، ج:۲،ص:۲۱۶، باب مناقب اہل بیت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام خصوصاً شیخینؓ کا معاملہ بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ بہت لطف وکرم کا رہا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانے خلافت میں دونوں بھائیوں کا وظیفہ اہل بدر کے وظائف کے بقدر پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا اور اس کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت بیان کی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۳،ص:۲۶۶)

حالانکہ یہ دونوں حضرات ان کے دور خلافت کے آخر میں بھی بالکل جوان ہی تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت کا واقعہ ہے کہ وہ مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسینؓ آئے اور حضرت عمرؓ کو مخاطب کرکے کہا: میرے باپ (نانا جان) کے منبر سے اترو اور اپنے والد کے منبر پر جاکر خطبہ دو، حضرت عمرؓ نے کہا: میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں ہے، یہ کہا اور ان کو اپنے پاس منبر پر بٹھالیا اور بہت لطف ومحبت کا معاملہ کیا۔(سیر اعلام النبلاء، ج:۳،ص:۲۵۸)

انہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں یمن سے کچھ حلے (چادروں کے جوڑے) آئے، آپ نے وہ صحابہ کرامؓ کے لڑکوں میں تقسیم کردیئے اور حضرات حسنینؓ کے لئے ان سے بہتر حلے منگوائے اور ان دونوں بھائیوں کو دیئے اور فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا ہے۔(ایضاً)

یہ دونوں بھائی اگرچہ کثیر الروایات نہیں، لیکن پھر بھی براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والدین سے احادیث رسول نقل کرتے ہیں۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں بھائی بہت ہی عبادت گزار تھے، دونوں نے بار بار مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک پیدل سفر کرکے حج کئے ہیں۔ اللہ کے راستے میں کثرت سے مال خرچ کرتے تھے، جود وسخاوت، ماں باپ اور نانا جان سے وراثت میں ملی تھی۔ رضی اللہ عنہما وارضاہما۔(معارف الحدیث)

یوں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی مجمع الفضائل تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی محبت وشفقت آپ کی فضیلت کا نمایاں باب ہے، کتب احادیث سیر کے ابواب الفضائل ان دونوں کے فضائل سے بھرے ہوئے ہیں، ان میں سے کچھ فضائل نقل کئے جاتے ہیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کو دونوں بھائیوں کے ساتھ یکساں محبت تھی، اس لئے بعض امتیازی اور انفرادی فضائل کے علاوہ عموماً اور بیشتر دونوں کے فضائل لکھ دیئے جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام اہل بیت میں حضرات حسنینؓ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل بیت میں مجھ کو حسنؓ وحسینؓ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔(ترمذی فضائل حسنؓ وحسینؓ)

آپ خدا سے بھی اپنے محبوبوں کے ساتھ محبت کرنے کی دعا فرماتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قینقاع کے بازار سے لوٹا تو آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا بچے کہاں ہیں؟ تھوڑی دیر میں دونوں دوڑتے ہوئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے، آپؐ نے فرمایا: ”خدا! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں، آپ بھی ان کو محبوب رکھنا اور ان کے محبوب رکھنے والے کو بھی محبوب رکھنا۔“(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الحسنؓ والحسینؓ)

دوسری روایت میں ان کا بیان ہے کہ اس شخص (حسنؓ) کو اس وقت سے میں محبوب رکھتا ہوں جب سے میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیکھا، یہ ریش مبارک میں انگلیاں ڈال رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان ان کے منہ میں دے کر فرماتے تھے کہ: ”خدایا! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں اس لئے تو بھی ان کو محبوب رکھ۔“
(مستدرک حاکم، ج۳، فضائل حسینؓ)

حسنؓ کو دوش مبارک پر سوار کرکے خدا سے دعا فرماتے تھے کہ: ”خداوندا! میں اس کو محبوب رکھتا ہوں، اس لئے تو بھی اس کو محبوب رکھ۔“ (ترمذی فضائل حسنؓ وحسینؓ)

عبادت کے موقع پر بھی حسنؓ وحسینؓ کو دیکھ کر ضبط نہ کرسکتے تھے۔ ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں حضرت حسنؓ وحسینؓ سرخ قمیص پہنے ہوئے خراماں خراماں آتے ہوئے دکھائی دیئے، انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا اور فرمایا: ”خدا تعالیٰ نے سچ کہا ہے کہ تمہارا دل اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں، ان دونوں بچوں کو خراماں خراماں آتے ہوئے دیکھ کر میں ضبط نہ کرسکا اور خطبہ توڑ کر ان کو اٹھالیا۔“(ترمذی فضائل حسنؓ وحسینؓ)

حسن وحسین رضی اللہ عنہما نماز پڑھنے کی حالت میں آپؐ کے ساتھ طفلانہ شوخیاں کرتے تھے، لیکن آپ انہیں نہ روکتے تھے اور نہ ہی ان کی شوخیوں پر خفا ہوتے تھے بلکہ ان کی طفلانہ اداؤں کو پورا کرنے میں امداد دیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے وقت رکوع میں جاتے تو حسنؓ وحسینؓ دونوں ٹانگوں کے اندر گھس جاتے، آپ ان دونوں کو نکلنے کے لئے ٹانگیں پھیلا کر راستہ بنادیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہوتے تو دونوں جست کرکے پشت مبارک پر بیٹھ جاتے، آپ اس وقت تک سجدہ سے سر نہ اٹھاتے جب تک دونوں خود سے نہ اتر جاتے۔(اصابہ تذکرہ مناقب الحسنؓ والحسینؓ)

دوش مبارک پر سوار کرکے کھلانے کے لئے نکلتے ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کو کندھے پر لے کر نکلے، ایک شخص نے دیکھ کر کہا: میاں صاحبزادے کیا اچھی سواری ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار بھی تو کتنا اچھا ہے۔(ترمذی، مناقب الحسنؓ والحسینؓ)

کبھی کبھی دونوں کو چادر میں چھپائے ہوئے باہر تشریف لاتے، اسامہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شب کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرورت سے گیا، آپ کوئی چیز چادر میں چھپائے ہوئے باہر تشریف لائے، میں اپنی ضرورت پوری کرچکا تو پوچھا: آپ چادر میں کیا چھپائے ہیں؟ آپ نے چادر ہٹائی تو اس میں سے حضرت حسنؓ و حسینؓ برآمد ہوئے۔ آپ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بچے اور میری لڑکی کے لڑکے ہیں۔ خدایا! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، اس لئے تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ان کے محبوب رکھنے والے کو بھی محبوب رکھ۔(ترمذی، مناقب الحسنؓ والحسینؓ)

نبوت کی حیثیت کو چھوڑ کر جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشری حیثیت کا تعلق ہے، حسنؓ و حسینؓ کی ذات گویا ذات محمدی کا جز تھی، یعلیٰ بن مرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں، جو شخص حسینؓ کو دوست رکھتا ہے، خدا اس کو دوست رکھتا ہے، حسینؓ اسباط کے ایک سبط ہیں۔
(ترمذی مناقب الحسنؓ والحسینؓ)

حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو آپ اپنے جنت کے گل خنداں فرماتے تھے کہ حسنؓ وحسینؓ میرے جنت کے دو پھول ہیں۔
(بخاری کتاب المناقب الحسن والحسین)

حسن وحسین رضی اللہ عنہما نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ حضرت حذیفہؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی عشاء کی نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا، میری آواز سن کر آپؐ نے فرمایا: کون؟ عرض کیا کہ حذیفہ، فرمایا: خدا تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت کرے، تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ دیکھو ابھی یہ فرشتہ نازل ہوا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا، اس کو خدا نے اجازت دی ہے کہ وہ مجھے سلام کہے اور بشارت دے کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی اور حسنؓ وحسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔(ترمذی مناقب الحسن والحسین)☆☆

# سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

## ملک کے کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانی ملکی امن واستحکام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں: قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن

## اپنے کفر وارتداد کو اسلام کا نام دینے والے قادیانی گروہ کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج ہونا چاہئے: مولانا عبدالغفور حیدری

## اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے پُرامن جدوجہد جاری رکھیں: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

## ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مکمل کارروائی کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں: مولانا اللہ وسایا

## سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے علماء کرام کے خطابات

رپورٹ: مولانا عبدالحکیم نعمانی

اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کی حیثیت خشت اول کی ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو آیات اور دو سو سے زائد احادیث اور امت مسلمہ کے بیشمار اقوال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تقریباً ستائیس غزوات اور چھپن سرایا ہوئے۔ ان میں جام شہادت نوش کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد دو سو انسٹھ ہے۔ جبکہ منکر ختم نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جن میں سات سو صحابہ کرامؓ قرآن مجید کے حفاظ تھے جن میں ستر صحابہ کرامؓ بدری تھے۔

1901ء میں آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز سامراج کی دعوت پر جھوٹی نبوت کی بنیاد رکھی۔ جس کا سب سے اہم مقصد مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنا اور نوجوانوں کے دلوں میں انگریز سامراج کے خلاف نفرت کو ختم کرنا تھا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء نے تحریر اور تقریر کے ذریعہ مرزا قادیانی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ تقسیم ہندوستان کے وقت بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں نے انگریز سامراج کو کہا کہ ہم ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے انگریز نے قادیانی جماعت کے کہنے پر لدھیانہ، امرتسر، جالندھر، گرداسپور جیسے اہم مسلم علاقے ہندوستان میں شامل کر دیئے۔ یہ ساری سازش قادیانی جماعت کے کہنے پر ہوئی اور پاکستان بننے سے پہلے ہی پاکستان کو کمزور کر دینے اور ہندوستان کو مضبوط کرنے کی گھناؤنی سازش میں ملوث ہوئے۔ اس سازش کے تحت لاکھوں مسلمان جو کہ لدھیانہ، امرتسر، گرداسپور اور جالندھر میں رہتے تھے ہندوؤں کے مظالم سہتے ہوئے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ جیسے ہی پاکستان کا نقشہ معرض وجود میں آیا تو قادیانی جماعت کے گرو اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی نے چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے پہاڑوں کے ساتھ ایک ہزار ایکڑ سے زائد رقبہ قادیانی جماعت کو کوڑیوں کے بھاؤ الاٹ کرایا۔ ان حالات میں جبکہ قادیانی پاکستان میں اپنے نام الاٹ شدہ رقبہ پر جس کو انہوں نے ربوہ کے نام سے موسوم کیا تھا اپنے ہیڈ کوارٹر کی تعمیر کی۔ تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے دیگر اکابرین کے ساتھ مل کر قادیانیوں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کی داغ بیل ڈالی۔ اور اپنی جماعت کے تحت چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا اجرا کیا۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی کوششوں سے 1974ء میں حکومت پاکستان نے قادیانی جماعت اور اس کے تمام گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا۔ تو یہ کانفرنس 1982ء میں چنیوٹ سے چناب نگر منتقل ہوگئی۔ اس سال بھی 24-25 اکتوبر 2013ء کو منعقد ہونے والی دو روزہ کانفرنس بھی انہی سابقہ کانفرنسوں کا تسلسل ہے۔ جس کی تفصیلی رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقدہ ”آل پاکستان سالانہ ختم نبوت کانفرنس“ کے مقررین نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت احیاء اسلام اور وحدت امت کا مظہر ہے۔ مسلمانوں کی اجتماعیت و یکجہتی اسی عقیدہ میں مضمر ہے۔ انگریزی نبوت اور لندنی خلافت کا ڈھونگ طشت ازبام کرنے کا فریضہ ادا کرتے رہیں

گے۔ مغربی ممالک میں اسلامی شعائر کے خلاف طوفان بدتمیزی پر بلاد اسلامیہ کی خاموشی امت مسلمہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ سامراجی طاقتوں کی اسلامی ممالک پر چڑھائی مغربی تہذیب وثقافت کو مسلط کرنے کی گہری سازش ہے۔ بلاد اسلامیہ میں شیعہ سنی قتل وغارت کے پس پردہ سامراجی لابیاں اور صیہونیت کے ذالرکام کررہے ہیں۔ ناموس رسالت قوانین کو ختم کرنے کا منصوبہ یہودی ایجنڈے کو پروان چڑھانے کے مترادف ہے۔ قانون توہین رسالت کے غلط استعمال کا واویلا کرنے والے بتائیں کہ کیا باقی قوانین کا صحیح استعمال ہورہا ہے؟ مقررین نے الزام عائد کیا کہ ملک میں ہونے والی دہشت گردی اور تخریبی کاروائیوں میں قادیانی لابیاں اور بیرونی ایجنسیاں ملوث ہیں۔ چناب نگر میں قادیانی عدالتیں حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے کے مترادف ہیں۔ اگر طالبان پاکستان کے آئین کو تسلیم نہ کریں تو دہشت گرد اور ملکی سلامتی کے لئے خطرہ، قادیانی اپنے کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرکے آئین سے بغاوت کریں اور بیرون ممالک میں کیمشن ایجنٹوں کے ذریعے اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کریں تو حکومتی ایوان انہیں دہشت گرد اور

## کانفرنس کی جھلکیاں

☆......کانفرنس کا باقاعدہ آغاز ساڑھے نو بجے آیات توحید ورسالت اور ترانہ ختم نبوت سے ہوا۔ نائب امیر مرکزیہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے دعائیہ کلمات اور کانفرنس کے اغراض ومقاصد سے افتتاح کیا۔

☆......مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے کارکنوں کی آمد کے موقع پر خیر مقدمی کلمات ارشاد فرمائے اور ان کے فلک شگاف نعروں پر انہیں داد وتحسین پیش کرتے رہے۔

☆......کانفرنس کا پنڈال رنگ برنگے دلکش بینروں سے سجایا گیا تھا۔ مختلف بینرز پر عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور ناموس رسالت پر عبارات درج تھیں اور کئی بینرز پر فتنہ قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے مطالبات بھی تحریر تھے۔

☆...... چناب نگر اور چنیوٹ کے مضافاتی علاقوں سے مسلمانوں نے موٹر سائیکل ریلیوں اور قافلوں کی شکل میں شرکت کی۔

☆......اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا قاضی احسان احمد، مولانا ضیاء الدین آزاد اور مولانا محمد قاسم رحمانی نے سرانجام دیئے۔

☆......کانفرنس میں صحافیوں، مقامی اخبارات کے ایڈیٹران، مبصرین، سکولوں اور کالجوں کے طلباء کے علاوہ دینی مدارس کے طلباء بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔

☆......کانفرنس کی ساعت میں ختم نبوت خط وکتابت کورس اسلام آباد کا چار رکنی وفد بھی شامل تھا۔ جس کی سربراہی جناب خالد مبین کررہے تھے۔

☆......عوامی کثرت کے باعث پنڈال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ بعض شرکاء کھڑے ہوکر بیانات سننے پر مجبور تھے۔

☆......سیکورٹی پلان کے انچارج جناب عبدالروف روفی آف مانسہرہ اور دارالقرآن فیصل آباد کے حضرت مولانا غلام فرید تھے۔ ان کی سرپرستی حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی فرمارہے تھے۔ سیکورٹی ٹیم نے پنڈال اور اسٹیج کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

☆......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری جماعتی کارکنوں سے ملن ساری میں اکابرین ختم نبوت کی عملی تصویر بنے ہوئے تھے۔ اور کارکنوں کے لئے پلکیں بچھائے نظر آئے۔

☆......کانفرنس کے داخلی راستوں پر خوش آمدید کے استقبالیہ بینرز آویزاں کئے گئے تھے۔ استقبالیہ کمیٹی کے ممبران علمائے کرام اور مشائخ عظام کو مکمل پروٹوکول کے ساتھ اسٹیج پر لاتے رہے۔

☆...... کانفرنس میں سیکورٹی کے مثالی انتظامات دیکھنے میں آئے۔ رضا کاران ختم نبوت، ضلعی انتظامیہ اور انٹیلی جنس اداروں نے سیکورٹی کے انتظامات سنبھالے ہوئے تھے۔

☆......کانفرنس میں ایمبولینس سروس، نیوز روم، فری ڈسپنسری، پریس گیلری، ٹریفک پلان، ساؤنڈ اور لائٹنگ سسٹم، انفارمیشن سنٹر، گیسٹ گیلری اور فوڈ اینڈ واٹر سپلائی جیسے بیسیوں شعبوں کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔

☆......عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد سوال وجواب کی نشست منعقد ہوئی۔ مولانا اللہ وسایا شرکاء کے تحریر کردہ سوالات کے جوابات دیتے رہے۔

☆......مولانا قاضی احسان احمد اپنی خداداد صلاحیتوں سے کانفرنس کے تمام تر انتظامات کو مد نظر رکھتے ہوئے متعلقہ افراد کو ہدایات جاری کرتے رہے۔

☆......منتظمین کانفرنس نے شرکاء کے لئے خوراک، رہائشی کمروں اور معلومات عامہ کے سلسلہ میں تجربہ کار ٹیموں کی خدمات حاصل کررکھی تھیں۔ جبکہ پنڈال سے چند میٹر کے فاصلہ پر بنوری پارک میں خورد ونوش کا وسیع پیمانے پر انتظام موجود تھا۔

☆......سیکورٹی خدشات کے پیش نظر مرکز ختم نبوت کے ملحقہ سڑکوں کو عارضی طور پر سیل کیا گیا تھا۔ جگہ جگہ پر بھی چیک پوسٹیں قائم تھیں۔ شرکاء کو واک تھرو گیٹس سے گزار کر مناسب تلاشی کے بعد پنڈال جانے کی اجازت دی گئی۔

☆......بجلی بحران کے باعث منتظمین کانفرنس نے متعدد پاورفل جنریٹروں کا انتظام کیا ہوا تھا۔ جس سے صرف پنڈال ہی نہیں بلکہ پوری مسلم کالونی جگمگا رہی تھی۔

☆...... ملک کے طول وعرض سے آئے ہوئے رضا کاروں اور کارکنوں کے قافلے نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر! ختم نبوت زندہ باد، عظمت صحابہ زندہ باد کے وجدانی نعرے لگاتے ہوئے جلسہ گاہ پہنچے۔

☆......تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن کے لئے اسٹیج پر تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک حسین گلدستہ سجا ہوا تھا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام مسلکی رنجشوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے رہے۔

☆...... جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا عبدالغفور حیدری نے اپنے بیان میں نوجوانوں سے ملک کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے اور فتنہ قادیانیت کا راستہ روکنے کا عہد لیا۔

آئین کا باغی کہنے میں کیوں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

کانفرنس کی صدارت کے فرائض خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد اور جناب حاجی فیض احمد نے سرانجام دیئے۔ جب کہ مہمان خصوصی امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور صاحبزادہ رشید احمد تھے۔ کانفرنس سے مولانا مفتی محمد حسن، مولانا اشرف علی خان، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا جمیل الرحمن اختر، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد طاہر کی حمادی، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا حافظ عبدالوہاب جالندھری، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا غلام مصطفےٰ، مولانا اسلم نفیس، حافظ محمد شریف منچن آبادی، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد خبیب، مولانا محمد اقبال، مولانا تجمل حسین، مولانا محمد علی صدیق، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا ممتاز احمد کلیار سمیت متعدد دینی شخصیات نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے نظریاتی تشخص کو سبوتاژ کرنے کے لئے امت کو فروعی اختلافات

☆...... مرزا سرور کا رضاعی بھتیجا سابق قادیانی جناب شمس الدین نے کانفرنس میں شرکت کی اور اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کیا اور قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی۔

☆...... کراچی سے کانفرنس میں شریک ہونے والے وفد کی قیادت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کر رہے تھے۔ شرکاء ان کی زیارت کر کے مولانا مفتی جمیل خان شہید اور مولانا سعید احمد جلالپوری شہید کو پرنم آنکھوں اور غمزدہ دلوں سے یاد کرتے رہے۔

☆...... کانفرنس میں پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور آغا شورش کاشمیریؒ کا تذکرہ بھی جاری رہا۔

☆...... 25 اکتوبر کو صبح کی نماز سے فراغت کے بعد سندھ کے ممتاز عالم دین اور نامور شیخ الحدیث مولانا میر محمد میرک نے مترنم اور سریلی آواز میں درس قرآن ارشاد فرمایا جو کہ سامعین کی خصوصی توجہ کا مرکز رہا۔

☆...... مغرب کی نماز کے بعد ممتاز روحانی شخصیت مولانا میاں محمد اجمل قادری نے شرکاء کے قلوب واذہان کو ذکر اللہ سے پاکیزہ کیا اور مولانا غلام رسول دین پوری نے ایمانی اور عرفانی اور مسحور کن بیان سے لوگوں کے دلوں کو منور کیا۔

☆...... نیوز روم سے مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مولانا عبدالنعیم رحمانی اپنی میڈیا ٹیم کے ساتھ کانفرنس کی تازہ کاروائی پر صحافیوں کو بریفنگ دیتے رہے۔

☆...... کانفرنس میں بلاتفریق تحریک ختم نبوت میں شامل تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کے کردار کو سراہا گیا اور شہیدان ختم نبوت کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

☆...... قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی اور جنرل کاروائی کی پانچ جلدوں کو شرکاء نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور دلچسپی سے طائرانہ نظر ڈالتے رہے۔

☆...... پنڈال کے داخلی گیٹ سے جنوب کی طرف مجلس کے قائم کردہ کتب خانے سے شرکاء احتساب قادیانیت جلد نمبر 53، تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل اور آئینہ تلبیس کے علاوہ ردقادیانیت پر مجلس کی جدید تصانیف کو جوش وخروش سے خریدتے رہے۔

☆...... کانفرنس ہال کے باہر سجائی گئی مارکیٹوں میں اسلامی کتب، تسبیحات، عطریات، رومال، ٹوپیوں اور سفید پگڑیوں کی خریداری کا عمل پورے جوبن پر رہا۔

☆...... ماہنامہ لولاک ملتان اور ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے سالانہ خریدار بننے کے لئے قائم کئے گئے دفتر میں شرکاء رقوم جمع کرواتے رہے۔

☆...... کانفرنس کی مختلف نشستوں میں شعراء ختم نبوت محمد شریف منچن آبادی، محمد بلال چشتی، حافظ ابوبکر، مولانا محمد شاہد عمران عارفی، محمد امین چوکیروی سامعین کے نعروں کی گونج میں اپنا منظوم کلام پیش کرتے رہے۔

☆...... کانفرنس میں ممتاز قادری سمیت تمام اسیران ناموس رسالت کی رہائی کے لئے مطالبات بھی سامنے آئے۔

☆...... کانفرنس کی مکمل کاروائی انٹرنیٹ، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا پر نشر ہوتی رہی۔ سینکڑوں لوگوں نے میڈیا کے ذریعے براہ راست مقررین کے بیانات سماعت کئے۔

☆...... کانفرنس ہال کے باہر لگائے گئے بک اسٹالوں نے اردو بازار کا منظر پیش کر رکھا تھا۔ جبکہ کانفرنس حاضرین کی تعداد کے پیش نظر منی رائے ونڈ اجتماع ثابت ہوئی۔

☆...... کانفرنس کے دوسرے دن مجلس عمومی کا اجلاس بھی منعقد ہوا۔ مرکزی جنرل کونسل کے تمام ممبران نے متفقہ طور پر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اور صاحبزادہ عزیز احمد کو نائب امراء منتخب کیا۔

☆...... شرکاء مدرسہ ختم نبوت کی جدید عمارت کو مولانا عزیز الرحمن جالندھری کی امانت ودیانت اور مجلس کے بزرگوں کی محنتوں کو صداقت کا نشان قرار دیتے رہے۔

☆...... کانفرنس میں قراردادیں مولانا قاضی احسان احمد نے منظور کرائیں۔ جبکہ جمعۃ المبارک کا خطبہ اور امامت کے فرائض مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے سرانجام دیئے۔

☆...... کانفرنس کی اختتامی دعا خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کرائی۔

میں الجھا کر تقسیم کیا جارہا ہے۔علماء کرام باہمی تعاون اور ارتباط کی فضاء قائم کر کے ایجنسیوں کے ان گھناؤنے منصوبوں کو ناکام بنانا ہوگا۔

مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہر وقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں۔قادیانی کفروارتداد پر ملکی وغیر ملکی عدالتوں کے فیصلے قوم کے سامنے آ چکے ہیں۔قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے اپنے کفروارتداد کو اسلام متعارف کرا رہا ہے۔اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ حرمت رسول کا فریضہ سرانجام دینا عقائد اسلام کے تحفظ کے ساتھ ساتھ روحانی واصلاحی تقاضوں کی بھی تکمیل ہے۔

مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ قادیانی عقائد اسلام میں تحریفات کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔مغربی ممالک قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی کا حصہ سمجھنے سے گریز کریں۔

مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مکمل کارروائی کا قادیانی غیر جانبدارانہ اور خالی ذہن ہو کر مطالعہ کریں تو مرزا قادیانی کا کفروارتداد آفتاب نیم روز کی طرح آشکارا ہو جائے گا۔مولانا ضیاء الدین آزاد نے کہا کہ قادیانی سوشل میڈیا اور فلاحی کاموں کے ذریعے نوجوان نسل کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکہ زنی کر رہے ہیں اور دانستہ طور پر مسلمانوں کے اجماعی عقائد کو ٹی وی پروگراموں میں متنازعہ بنایا جارہا ہے۔

مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے کہا کہ قادیانی استعماری قوتوں کے خادم اور جانشین ہیں۔تمام اقلیتوں میں سے قادیانی اقلیت کی خصوصیت ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف انتقام کے جذبہ سے سرشار ہوتے ہیں۔اس لئے استعمار ہمیشہ اقلیتوں کو اکثریت پر حاکم بناتا ہے اور اس کا مکمل دفاع کرتا ہے۔

مولانا قاری جمیل الرحمن اختر نے کہا کہ چناب نگر میں قادیانی عدالتیں ملکی عدالتوں کے متوازن ہیں اور چناب نگر میں فتنہ وفساد کا موجب بنی ہوئی ہیں۔

مولانا قاری خلیل احمد بندھانی نے کہا کہ عالم کفر قادیانیوں کی پشت پناہی ترک کر دے۔قادیانی میڈیا پر اثر انداز ہو کر اسلام اور پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔جس کا حکومت کو تدارک کرنا ہوگا۔مولانا اشرف علی خان نے کہا کہ مرزا قادیانی کی کتابیں مغلظات،تضادات،انکار جہاد اور ملکہ وکٹوریہ کی مدح سرائی سے بھری ہوئی ہیں۔مولانا خبیب احمد نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت تمام مسلمانوں کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے۔قرآن وسنت اور اجماع امت جدید نبوت کو اسلام کے منافی قرار دیتا ہے۔عہد صدیقی میں منکرین ختم نبوت کے خلاف جنگ یمامہ برپا کر کے بارہ سو صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کر کے فتنہ ارتداد کا خاتمہ کیا۔کانفرنس میں امتناع آرڈیننس پر عمل درآمد نہ کرنے پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا اور ڈرون حملوں،منہ زور مہنگائی،لوڈشیڈنگ اور دہشت گردی کے خلاف بھی شدید احتجاج کیا گیا۔

کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مکمل کارروائی حکومتی سطح پر اوپن ہوتے ہی قادیانیت کے ارتدادی ایوان لرزہ براندام ہو گئے۔اسپورٹڈ خلیفہ مرزا مسرور ''ایم ٹی اے'' چینل پر حواس باختگی کے عالم میں اراکین پارلیمنٹ کو اپنی بازاری زبان میں تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے۔سول اور فوج کی کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانی ملکی سلامتی استحکام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ملکی سلامتی کو طالبان نہیں انڈیا کے قادیان سے شدید ترین خطرہ ہے۔کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ پی آئی اے،سی بی آر اور محکمہ تعلیم میں گھسے ہوئے قادیانیوں کو فی الفور نکال باہر کیا جائے۔کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانیوں کے اعداد وشمار سرکاری سطح پر منظر عام پر لائے جائیں۔مقررین نے کہا کہ علماء پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت اور اسلام کے بنیادی عقائد وتعلیمات سے نوجوانوں کے لئے تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کریں اور شیزان سمیت تمام قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ پر مسلمانوں کو آمادہ کریں۔اور معروضی حالات کے پیش نظر قادیانیت کے طریقہ واردات کا فہم وادراک کرتے ہوئے جدید اور قدیم انداز میں فتنہ قادیانیت کا محاسبہ کریں۔مختلف نشستوں کی صدارت پیر ناصر الدین خاکوانی،مولانا عبداللہ بھکر،پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری،مولانا عبدالغفور ٹیکسلا،مولانا صاحبزادہ خلیل احمد،حاجی عبدالرشید اور امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے کی۔

کانفرنس کے اختتامی سیشن سے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن،مولانا عبدالغفور حیدری،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمن جالندھری،مولانا اللہ وسایا،مولانا مفتی محمد راشد مدنی،مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،مولانا اعجاز مصطفی کراچی،جماعت اسلامی کے مولانا عبدالمالک،اہل حدیث مکتبہ فکر کے سید ضیاء اللہ شاہ بخاری،علامہ زبیر احمد ظہیر،تنظیم اسلامی کے ڈاکٹر عبدالسمیع،جمعیت علماء اسلام کے مولانا امجد خان،مولانا مفتی کفایت اللہ،مولانا رشید احمد لدھیانوی،مولانا مفتی محمد عثمان،مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی،مولانا عبدالحمید لنڈ،ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی،مولانا محمد ایوب خان ڈسکوی،حافظ مبشر محمود،مولانا الیاس گھمن،ڈاکٹر دین محمد فریدی اور سید سلمان گیلانی نے خطاب کیا۔مقررین نے کہا کہ یہودیت کی طرح

قادیانیت کا وجود بھی سراپہ سازش اور اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کا خطرناک منصوبہ ہے۔ قادیانیوں کی معاشی ومصنوعی نبوت ہر طرح سے انگریز کی تیار کردہ سازشوں کو دوام بخشنے اور ملی وحدت کو نیست ونابود کرنے کے لیے معرض وجود میں آئی۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل ڈرون حملوں کو جنگی جرائم قرار دے چکی ہے۔اس کے بعد اقوام متحدہ کو بھی ڈرون حملوں کے خلاف سخت نوٹس لینا ہوگا۔ طالبان سے مذاکرات میں تاخیری حربے ملک کو تباہی کی طرف دھکیلنے کے مترادف ہیں۔ ملک کے کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانی ملکی امن واستحکام کے خلاف شب وروز سازشوں میں مصروف ہیں۔ ہماری ناکام داخلہ وخارجہ پالیسیوں کی بدولت قادیانی لابی نے بیوروکریسی میں اپنے پنجے مضبوط کرلئے۔ قادیانی جہاد کے منکر ہیں۔لہٰذا انہیں فوج سے نکال باہر کیا جائے۔ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ صرف علماء کرام اور مفتیان عظام کا نہیں تھا بلکہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سیشن کورٹوں، ہائیکورٹوں، سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت سے لے کر کینیا، رابطہ عالم اسلامی، انڈونیشیاء اور جنوبی افریقہ کی عدالتوں نے بھی قادیانیوں کے کفر وارتداد پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔آئین کی بالادستی قائم رکھتے ہوئے قانون نافذ کرنے والے ادارے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کروا کر قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے منع کریں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ مسلمان عملی اعتبار سے کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو حرمت رسول پر کٹ مرنے کو سعادت دارین تصور کرتا ہے۔پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔مگر مقتدر قوتوں نے پاکستان کے بنیادی نعروں سے انحراف کرکے اسلامی عقائد کو متنازع بنا کر قادیانی گروہ کی سرپرستی کی۔ پہلا وزیر خارجہ ایک جنونی قادیانی اور وزیر قانون ایک ہندو کو بنایا گیا۔ریاست اسلامی میں اپنے کفر و ارتداد کو اسلام کا نام دینے والے قادیانی گروہ کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج ہونا چاہئے۔امپورٹڈ دباؤ پر سزائے موت کے قوانین کو ختم کرنے کی تمام سازشوں کے خلاف سخت مذمت کی جائے گی۔قادیانی فرضی مظلومیت کا جھوٹا واویلا کرکے بجٹ بناتے ہیں اور اس کے عوض مغربی ممالک میں سیاسی پناہ کے ویزوں کی لاٹری نکل ہوئی ہے۔مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ ہماری فکری ونظریاتی اور بے حسی کا عالم یہ ہے کہ سیکولر لابیاں میڈیا اور بیوروکریسی میں اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑ کر دینی مدارس، نظریہ پاکستان اور اسلامی سزاؤں کے خلاف شرمناک کردار ادا کر رہی ہیں۔مختلف دینی جماعتوں کی آراء کے تنوع، پالیسیوں اور طرز عمل اور متضاد فکر کے باوجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دینی لیڈرشپ کے ساتھ متفق نظر آتے ہیں۔ یہ تمام تر ختم نبوت کا اعجاز اور اکابرین ختم نبوت کی خلوص بھری محنتوں کا نتیجہ ہے۔

علامہ زبیر احمد ظہیر نے کہا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر عملدرآمد نہ کروانا قانون نافذ کرنے والوں کی غفلت اور آئین سے سنگین مذاق ہے۔شہداء ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری کی اور ناموس رسالت کے چراغ روشن کیے۔

ڈاکٹر عبدالسمیع نے کہا کہ مرزا قادیانی نے مالی مفادات کے حصول کے لئے خادم اسلام کا روپ دھار کر بہشتی مقبرے کا ڈھونگ رچایا اور سیدھے سادے عوام کو جنت کا چکمہ دے کر جہنم کا ایندھن بنانے کی بھرپور کوشش کی۔لیکن علمائے ہند، علمائے لدھیانہ اور تمام مکاتب فکر کے علماء کی بروقت بیداری سے کئی مسلمانوں کا ایمان محفوظ اور ان کی بھرپور محنت سے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے عزائم میں ناکام ونامراد رہا۔

مفتی کفایت اللہ نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ یورپی ممالک کا تربیت یافتہ، اسرائیل کا ایجنٹ اور صیہونی قوتوں کے سیاسی مفادات کے لئے پیدا کیا گیا۔قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت،ملت اسلامیہ کے لئے ناسور اسلام اور ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔قادیانی گروہ نے من گھڑت مظلومیت کا سہارا لے کر ہمیشہ عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کیا۔قادیانی بیوروکریٹس ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پاکستان کے ایٹمی راز افشاں کررہا ہے۔

مولانا میاں محمد اجمل قادری نے کہا کہ قادیانیوں کا حرمین شریفین میں داخلہ روکنے کے لئے ضروری ہے کہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔تاکہ مسلم اور غیرمسلم کی شناخت میں آسانی ہوسکے۔مولانا امجد خان نے کہا کہ پاکستان میں افغانستان جیسی صورتحال پیدا کرنے کے لئے (I.S.I) پر الزامات لگائے جارہے ہیں۔ ملک کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹائے بغیر امن نہیں ہوسکتا۔اگر امریکہ طالبان سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہے تو ہمیں بھی اپنی حکمت عملی کا ازسرنو جائزہ لینا ہوگا۔پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔جس میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر لوٹ مار اور کرپشن کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔ قادیانی گروہ سازش کے تحت 1974ء اور 1984ء کی آئینی ترامیم کو ختم کرنے کے لئے ایک لسانی جماعت کو مہرے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ہم پارلیمنٹ میں قادیانیوں کی ان سازشوں کو طشت ازبام کرتے رہیں گے۔

مفتی محمد طیب نے کہا کہ قادیانی دین اسلام اور پاکستان کے خلاف مسلسل سازشوں میں مصروف ہیں۔پاک فوج کا ماٹو جہاد ہے۔قادیانیوں کو جہاد کے منکر ہونے کی وجہ سے فوج کے تمام عہدوں سے

نکالا جائے۔مولانا عبدالحمید لنڈ نے کہا کہ سامراجی طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں اپنی صفوں میں نظم ونسق اور اتحاد پیدا کرنا ہوگا۔پاکستان میں مسلمان اکثریتی اعتبار سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔لیکن ملک کا پورا نظام قادیانی اقلیت اور چند فیصد باقی اقلیت کے ہاتھوں یرغمال بن چکا ہے۔اقلیتوں کے تحفظ کے حقوق کے نام پر مسلمانوں کی مذہبی آزادی اور بنیادی عقائد کا قتل عام کیا جارہا ہے۔جو کہ مسلمان اکثریت سے سنگین مذاق ہے۔

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی نے کہا کہ اقلیتی استحصالی اور جاگیرداری کے بدبودار نظام نے ملکی استحکام کو خطرے میں ڈالا ہوا ہے۔بیرونی ایجنسیاں ملک میں خودکش دھماکوں، فرقہ واریت اور تخریبی کاروائیوں کے ذریعے اندرونی خلفشار اور سیاسی عدم استحکام پیدا کررہی ہیں۔

مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ میڈیا اسلام مخالف قوتوں کو اہمیت دیتا ہے اور دینی جماعتوں کے مذہبی اور غیر متنازعہ پروگراموں کی لائیو کوریج کرنے میں جانبداری کا مظاہرہ کررہا ہے۔پاکستان کی تاریخ میں سب سے پہلے قادیانیوں نے آئین کی خلاف ورزی کی اور آئین کا عالمی سطح پر مذاق اڑایا۔قادیانی میڈیا کی صیاد عالمی سطح پر ویزوں کے حصول کے لئے اسلام اور پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کررہا ہے۔

ڈاکٹر دین محمد فریدی نے کہا کہ ختم نبوت کی پاسبانی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ختم نبوت اور اعمال صالحہ ایسے چراغ ہیں کہ جن کی بدولت قیامت تک اسلام کی شان وشوکت باقی رہے گی۔کانفرنس سے مولانا عبدالوحید قاسمی، مولانا نورالحق، مولانا مفتی محمد طیب، قاری محمد عثمان ماکی، قاری احسان اللہ فاروقی، مولانا احمد حسن عباسی، مولانا مجیب الرحمٰن قریشی، مولانا مسعود احمد سومرو، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا محمد ریاض، مولانا مختار احمد، مولانا محمد خالد، مولانا محمد عارف، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد زاہد وسیم، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا مفتی محمد خالد میر، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا محمد انس، مولانا محمد احمد بہاولپوری، مولانا محمد شاہد، مولانا محمد امین، مولانا محمد الیاس، مولانا محمد اقبال، مولانا شفیق الرحمٰن سمیت متعدد علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے خطاب فرمایا۔مولانا عبدالوحید قاسمی نے کہا کہ آزاد کشمیر سمیت ملک کے سرحدی علاقہ جات میں قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیاں خطرناک حد تک پہنچ چکی ہیں۔سادہ لوح مسلمانوں کو روشن مستقبل اور بیرون ملک جانے کے سبز باغات دکھا کر اسلام سے برگشتہ کررہے ہیں۔

مولانا عبدالرؤف اسلام آبادی نے کہا کہ قادیانی اپنی قانونی حیثیت تسلیم کرلیں اور قانون سے بغاوت کا رویہ ترک کردیں۔اقلیت میں رہتے ہوئے اپنے مردوں مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانے سے گریز کریں۔

مولانا احمد حسن عباسی نے کہا کہ عقیدہ توحید اور ناموس صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ کا دفاع کرنا گویا ختم نبوت کا دفاع کرنا ہے۔عقیدہ توحید کا تحفظ بھی عقیدہ ختم نبوت میں مضمر ہے۔عقائد کے بغیر اعمال رائیگاں ہیں۔اسلام کے پانچ ارکان اور تمام اسلامی علوم ومعارف کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور افعال سے ہے۔لیکن تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے مسئلے کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے۔

مولانا مجیب الرحمٰن قریشی نے کہا کہ مرزا قادیانی کی کتابیں کذب بیانی اور تضادات سے بھری پڑی ہیں۔مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ جھوٹ کا پلندہ اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔مولانا مسعود احمد سومرو نے کہا کہ مخبر صادق نے خبر دی ہے کہ میرے بعد تیس دجال اور کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ان کا یقین نہ کرنا۔میں تمام نبیوں میں سے آخری نبی ہوں۔میرے بعد جدید نبوت ممنوع ومنقطع ہے۔اسلام کے تحفظ کے ساتھ ملک کے دفاع کا فریضہ بھی ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے۔بیوروکریسی اور اسٹیبلشمنٹ کی کرسیوں پر براجمان جنونی قادیانی ملکی سلامتی کے خلاف خطرناک کھیل کھیلنے میں مصروف ہیں۔ہمیں ہر حال میں اسلام کا علم اور پاکستان کا پرچم بلند رکھنا ہوگا۔

مولانا عبدالرشید سیال نے کہا کہ قادیانی گروہ اپنے اکھنڈ بھارت کے الہامی عقیدہ پر قائم ہے اور تحریک پاکستان میں قادیانیوں نے منافقانہ کردار ادا کیا۔ظفر اللہ قادیانی نے وزارت خارجہ کے عہدہ پر متمکن ہونے کے باوجود قائداعظم کا جنازہ تک نہ پڑھا۔مولانا محمد اقبال نے کہا کہ قادیانی تعلیمی اداروں میں مرزا قادیانی کے نہ ماننے والوں کو قتل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے نوجوانوں کو مسلمانوں کے قتل پر برانگیختہ کرتے ہیں۔مولانا نورالحق نے کہا کہ ملک میں قتل وغارت پر یقین رکھنے والوں کی خالص لسانی جماعت قادیانی عقائد کو طغیانی دے رہی ہے۔قادیانی سورما اپنے ارتدادی نظریات اور زندقہ آفریں عقائد کو چھپانے کے لئے لسانی جماعت کو بطور ٹشو پیپر کے استعمال کررہے ہیں۔قادیانی گروہ کو نوازنے والے ناواقف سیاست دانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ قادیانیوں کی دوستی ان کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔

مولانا ریاض نے کہا کہ قادیانی پوری دنیا میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے تمام ستونوں کو کھوکھلا کررہے ہیں۔اور تہذیبوں کے درمیان نفرت کے بیج بورہے ہیں۔اکابرین ختم نبوت کی دینی وملی جدوجہد تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ دینی حمیت قومی غیرت اور ملک وملت کو خوشحال کرنے اور جارحانہ پالیسیوں سے دور رہ کر ملک کو امن کا گہوارہ بنایا۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ فقید المثال اجتماع جرمنی کی وفاقی ریاست ہیسن میں قادیانی جماعت کو ریاستی سطح پر دی گئی قانونی حیثیت کے خلاف جرمن حکومت سے شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جرمن میں پاکستانی سفارتخانے کے ذریعے جرمن حکومت کو قادیانیوں کی اسلام وملک دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے خلاف انسانیت سوز مظالم کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ پرویز مشرف سمیت ان تمام افراد کو عدالت کے کٹہرے میں لانے کا مطالبہ کرتا ہے جنہوں نے چند ڈالروں کے عوض دختر قوم کو استعمار کے حوالے کیا۔ نیز حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو واپس لانے کے لئے تمام سفارتی کوششوں کو بروئے کار لایا جائے۔

☆ یہ اجتماع طالبان سے مذاکرات اور ڈپلومیسی طریقہ کار کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملکی استحکام اور سلامتی کے لئے قوم کو صلیبی جنگ سے باہر نکالا جائے۔

☆ یہ اجتماع پاکستانی حدود میں ہونے والے ڈرون حملوں کو پاکستان کی آزادی اور خودمختاری کے خلاف سمجھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈرون حملوں کو روکنے کے لئے آئینی وجمہوری تقاضوں کو پورا کیا جائے اور ان حملوں میں جاں بحق ہونے والے بے گناہ افراد اور ان کی تباہ ہونے والی املاک کے عوض انہیں مناسب رقم ادا کی جائے اور ڈرون حملوں کو فی الفور بند کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دستور پاکستان کی روشنی میں اسلامی ومشرقی اقدار کے تحفظ کے لئے فحش فلموں، ڈراموں، حیاء سوز اشتہاروں، سائن بورڈوں، جرائد ورسائل، کمرشل وثقافتی امور پر پابندی عائد کی جائے۔ کیونکہ مذکورہ امور ہماری نوجوان نسل کی اخلاقی تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ دہری شہریت اور گرین کارڈ کے حامل قادیانی افراد کی نقل وحرکت کی کڑی نگرانی کی جائے۔

☆ کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ

## قراردادیں!

اجمعین کے حالات وواقعات پر ریلیز ہونے والی فلموں پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ نکاح فارموں میں عقیدۂ ختم نبوت کے حلف ناموں کو شامل کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا کے اجراء ونفاذ کا فی الفور اعلان کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع سرکاری وپرائیویٹ تعلیمی اداروں میں قادیانی طلباء کی کفریہ سرگرمیوں پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کے داخلہ فارموں میں مرزا قادیانی کے کفر وارتداد کے اقرار پر حلف نامے کا اندراج کیا جائے اور داخلہ فارموں میں درج شدہ مذہب کے خانہ میں خود کو مسلمان ظاہر کرنے والے قادیانی طلبہ کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت مقدمات درج کئے جائیں۔

☆ کانفرنس کا یہ مثالی اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی اسلحہ بردار اور ڈنڈا سکواڈ دہشت گرد تنظیمیں خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ، تحریک جدید اور تنظیم اطفال الاحمدیہ پر مکمل طور پر پابندی عائد کی جائے اور ملک بھر میں ان کے اکاؤنٹس اور ان کے اثاثوں کو منجمد کیا جائے۔

☆ ملک کا اسلامی نظریاتی تشخص برقرار رکھنے کے لئے تعلیمی نصاب میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر مشتمل اسباق شامل کئے جائیں اور نصاب تعلیم کو سیکولر بنانے کی بجائے اسلامی ودستوری نصاب بنایا جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چناب نگر کی سابقہ حیثیت سب تحصیل کے درجہ کو سرکاری کاغذات میں بحال کیا جائے۔ چناب نگر کی کچی آبادیوں کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور چناب نگر کے پہاڑوں پر کام کرنے والے مزدوروں کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ شہید ختم نبوت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے قتل کی ایف آئی آر میں نامزد ملزم زید حامد کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

☆ قادیانی لابی نے وفاقی دارالحکومت کے علاقہ بہارہ کہو کے قریب چالیس کنال اراضی بیت الہدیٰ کے نام سے خرید کر تعمیری کام شروع کر رکھا ہے۔ مذکورہ اراضی حساس ادارہ کے قریب سیکورٹی رسک ہے اور مسلمان اسے اسلام آباد جیسے حساس شہر میں اس کو دوسرا اسرائیل آباد کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اس کا اگریمنٹ منسوخ کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی روشنی میں قادیانی پریس کو سربمہر قادیانی رسائل وجرائد کی طباعت کو بند اور روزنامہ الفضل کے ڈیکلریشن کو منسوخ کیا جائے۔

☆ دوسری اقلیتوں کے اوقاف کی طرح قادیانی اقلیت کے اوقاف سرکاری تحویل میں نہ لینا باقی اقلیتوں سے امتیازی سلوک اور بدترین قادیانیت نوازی ہے۔ لہٰذا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ باقی اقلیتوں کی طرح قادیانی اوقاف بھی سرکاری تحویل میں لئے جائیں۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چناب نگر کی اراضی کی دوبارہ پیمائش کر کے سرکاری اراضی کو قادیانیوں سے واگذار کرایا جائے اور چناب نگر کی شاہراہوں اور کھیل کے میدانوں کو T.M.A کے نام منتقل کیا جائے اور چناب نگر میں اسلحہ کے ذخائر ختم کئے جائیں اور سرعام اسلحہ لہرانے والوں پر قانونی گرفت کی جائے۔

☆ نوخیز نسل میں عقیدۂ ختم نبوت کی اساسی ونظریاتی فکر پیدا کرنے اور ناموس رسالت کی بابت دینی شعور اجاگر کرنے کے لئے یہ اجتماع علماء کرام سے اپیل کرتا ہے کہ ہر ماہ میں ایک جمعۃ المبارک کا خطبہ تردید قادیانیت کے لئے وقف کریں۔

☆ یہ اجتماع دار فانی سے دار بقاء کی طرف جانے والے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی ومذہبی کارکنوں کی وفات پر غمزدہ اور رنجیدہ ہے۔ لواحقین اور پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہو کر صبر جمیل کی دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے اس جہان فانی سے رخصت ہونے والوں کے ساتھ اپنی رضا ورضوان کا معاملہ فرمائیں۔ ختم شد!

# عہدِ فاروقی کا نظامِ حکومت!

مولانا محمد طاسین

مسلمانوں کے ہاں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلامی سیرت و کردار کے لحاظ سے امت محمدیہ کے اندر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ سب سے بلند اونچا ہے، یہ اس وجہ سے کہ صحابہ کرام کو سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ اور تعلیم و تربیت سے استفادے اور کسب فیض کا براہ راست اور بلاواسطہ موقع ملا جو سب سے افضل و اشرف نبی و رسول ہونے کے ساتھ ساتھ سب سے بہتر اور اکمل معلم و مربی بھی ضرور تھے، لہٰذا اصحابہ کرام اسلامی سیرت و کردار کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز تھے تو اس میں تعجب کی کیا بات انہیں ایسا ہونا ہی چاہئے تھا۔ اسی طرح بعض قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی بنا پر مسلمانوں میں یہ بات بھی مسلم رہی کہ صحابہ کرام میں سابقون الاولون کا اور سابقون الاولون میں عشرہ مبشرہ کا اور عشرہ مبشرہ میں سے خلفاء راشدین کا دینی مقام و مرتبہ باقی سب سے اونچا تھا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شرف صحابیت سے مشرف ہونے کے ساتھ ساتھ السابقون الاولون، عشرہ مبشرہ اور خلفاء راشدین میں ہونے کے متعدد شرفوں سے بھی مشرف تھے، لہٰذا آپ کا شمار چوٹی کے چار صحابہ کرام میں ہوتا ہے جن کو بارگاہ رسالت میں مقرب ترین اور خاص الخاص ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور یہ اعلیٰ تقرب اور اعزاز دوسری کسی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اعلیٰ ایمان و عمل اور مثالی سیرت و کردار کی وجہ سے ان کو حاصل ہوا، کیونکہ اسلام میں عزت و بزرگی اور فضیلت و بڑائی کا معیار تقویٰ اور صرف تقویٰ ہے جو اسلامی سیرت و کرداری کا جامع عنوان ہے۔

حدیث و سیرت کی کتابوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جو حالات لکھے ہیں، ان سے ثابت اور ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ان تمام مکارم اور فضائل اخلاق سے مزین و آراستہ تھے جن سے اللہ تعالیٰ ایک بندۂ مومن کو مزین و آراستہ دیکھنا چاہتا ہے اور جن سے مومن کی سیرت کی تعمیر اور روحانی شخصیت کی تکمیل اور تزئین ہوتی اور وہ تقرب الٰہی کا مستحق بنتا ہے۔

آپ کی اسلامی زندگی کے بکثرت حالات و واقعات یہ بتلاتے ہیں کہ نہایت قوی ایمان کی وجہ سے آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی حد درجہ محبت تھی اور آپ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں انتہائی طور پر سرگرم اور اس میں ایک لطف و مسرت محسوس فرماتے تھے۔ سنت رسول کی اتباع و پیروی کا رنگ آپ کی زندگی کے ہر پہلو پر نہایت گہرا اور مضبوط تھا اور آپ اخلاق محمدیہ کا بہترین نمونہ تھے، آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ عجیب و غریب اور اپنی نوعیت کا ایک منفرد واقعہ ہے۔ لکھا ہے کہ سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں یہ خیال القا ہوا کہ اگر قریش کے ان دو مضبوط و طاقتور مردوں عمر بن الخطاب اور عمر بن ہشام میں سے ایک مشرف بہ اسلام ہو جائے تو اس سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑا فائدہ اور سہارا مل سکتا ہے اور پھر یہ خیال ایک دعا کی شکل میں آپ کی زبان مبارک سے اس طرح ظاہر ہوا:

''اے اللہ! ان دو مردوں ابوجہل اور عمر بن الخطاب میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس کے ذریعے کو عزت و شوکت عطا فرما۔''

یہ دعا مستجاب ہوئی اور اس کے نتیجہ میں حضرت عمر بن الخطاب کشاں کشاں دربار رسالت میں پہنچے اور مشرف بہ اسلام ہوئے، ہوسکتا ہے کچھ دوسرے واقعات کا بھی ظاہری اسباب کے درجہ میں آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے میں کچھ عمل دخل ہو جن کا کتابوں میں ذکر ہے لیکن حقیقی سبب آپ کے اسلام لانے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مذکور تھی لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ آپ طالب و مرید ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلوب و مراد بھی تھے، جو آپ کی ایک منفرد شخصیت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوا، اب تک اسلام کی تبلیغ پوشیدہ طریقہ سے ہو رہی تھی، مسلمان نماز چھپ چھپا کر اندر خانے پڑھ رہے تھے۔ کفار قریش کے مظالم کی وجہ سے خانہ کعبہ میں

ان کا نماز پڑھنا ناممکن تھا لیکن سب صورت حال بدل گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشرکوں کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان اور برملا اظہار کیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ آپ نے اعلانیہ مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کا سلسلہ شروع کیا، بعض دفعہ کچھ مشرکین مقابلہ میں آئے تو ان کی خوب پٹائی کی اور اب اسلام کی تبلیغ کھلے طور ہونے لگی، یہ اس دعائے نبوی کا پہلا اثر تھا جو اسلام کی عزت و شوکت کی صورت میں ظہور ہوا، اس کے بعد اس دعائے مبارک کے اثرات، بے شمار واقعات کی صورت میں رونما ہوئے جو حضرت فاروق اعظمؓ کے تعلق سے وجود میں آئے اور جن کے ذریعے اسلام کو عزیمت و شوکت نصیب ہوئی۔ واقعات کی تفصیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر لکھی ہوئی کتابوں جیسے علامہ شبلی کی الفاروق وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اسلام لانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چھبیس ستائیس سالہ اسلامی زندگی ہر پہلو سے مثالی و معیاری زندگی دکھائی دیتی اور اس کے اندر اسلامی کردار اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے، جب تک مکہ مکرمہ میں رہے ہر اسلامی معاملے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک اور پیش پیش رہے، پھر جب ہجرت کا فیصلہ ہوا تو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے اور کبھی کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وزیر اور دست راست رہے، مدینہ میں قاضی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے اور دوسری ہر دینی خدمت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد خلیفہ ثانی کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہوا، آپ نے اپنے دور خلافت میں جو دس سال چھ ماہ پانچ دن پر مشتمل تھا، فرائض خلافت میں حسن و خوبی اور جس کمال و عمدگی کے ساتھ انجام دیئے تاریخ میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے، آپ کے عہد خلافت میں جو عظیم الشان فتوحات ظہور میں آئیں اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ میں جو اصلاحات رونما ہوئیں وہ حیرت انگیز اور محیر العقول ہیں، اسلامی مملکت کا رقبہ ۲۲ لاکھ ۵۱ ہزار تیس مربع میل تک پھیلا جس میں شام، مصر، عراق، الجزیرہ، خوزستان، آرمینیا، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان، مکران اور کچھ بلوچستان کے علاقے بھی شامل ہے، مختلف ممالک کے جو شہر فتح ہوئے ان کی تعداد ایک ہزار چھتیس تھی اور ہر شہر میں مسجدیں بنا کر ان میں باقاعدہ امام و موذن کا تقرر کیا گیا، اس طرح پنج وقتہ نماز کے لئے چار ہزار مساجد اور جمعہ و عیدین کے لئے نو سو مساجد تعمیر ہوئیں اور ان کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس کا انتظام فرمایا گیا جس سے دین اسلام کی بے حد اشاعت ہوئی۔

عہد فاروقی کا نظامِ حکومت ہر لحاظ سے ایک مثالی نظام حکومت تھا، جس کے اندر عدل و انصاف کی بنیاد پر ہر شہری کی جان، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو محفوظ تھی، بنیادی معاشی ضروریات کا بلا کسی تخصیص و امتیاز سب کے لئے بندوبست تھا، معاشرتی مساوات تھی، تمدنی خوشگواریوں میں سب کا حصہ تھا اور امن و امان کے ساتھ زندگی گزارنے کا سب کے لئے یکساں موقع تھا، باوجود اتنے بڑے ملک کے سربراہ ہونے کے آپ کی زندگی انتہائی سادہ تھی ملک کے ایک عام آدمی کا جو معیار زندگی تھا وہی آپ کا بھی تھا، نہایت معمولی ایک ہی قسم کا طعام، صرف دو جوڑے کپڑے ایک گرمیوں کے لئے اور ایک سردیوں کے لئے اور وہ بھی متعدد پیوند لگے ہوئے۔ آپ ہمیشہ خلق خدا کی بہتری و بھلائی کے لئے سوچتے اور کرتے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ فضائل و کمالات سے نوازا تھا، ان میں علم راسخ، فہم صحیح اور اجتہاد و تفقہ، نیز اصابت رائے کا خاص مقام تھا، قرآن مجید سے آپ کے تعلق کا یہ حال کہ گویا وہ آپ کے اندر رچ بس گیا اور آپ کا مزاج بن گیا تھا، آپ حد درجہ متقی و پرہیزگار تھے، مستحبات تک کی پابندی کرتے اور مکروہات تک سے بچتے تھے، بلاشبہ آپ مثالی سیرت و کردار کے مالک اور اعلیٰ درجے کے صالح و متقی انسان تھے۔ اللہ کی لاکھوں رحمتیں ہوں سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے تمام آل و اصحاب پر خصوصاً عمر بن الخطابؓ پر۔ ☆☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

# تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر و ثمرات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ہر تین ماہ بعد گل بہار لان بہادر آباد میں عظیم الشان "تحفظ ختم نبوت سیمینار" منعقد کیا جاتا ہے، جس میں جید علماء کرام عقیدۂ ختم نبوت پر لیکچر دیتے ہیں اور شہر بھر سے علماء کرام، وکلاء، تاجر حضرات، کارکنان ختم نبوت اور کالجز، یونیورسٹیز کے طلبا کے علاوہ خواتین بھی شرکت کرتی ہیں۔ ۲۲ ستمبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اس سیمینار میں خطاب فرمایا تھا جسے مولانا بلال احمد صاحب نے قلم بند کیا۔ اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

ضبط و تحریر: مولانا بلال احمد

خطاب: حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

میرے بھائیو! خوب یاد ہے تقریباً ایک سال پہلے آپ حضرات کے یہاں اسی جگہ پر حاضر ہونے کا اتفاق ہوا، تب ہمارے مخدوم حضرت مولانا یحییٰ مدنی صاحبؒ نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی تھی، آج ایسے موقع پر ہم جمع ہوئے ہیں کہ حضرت مرحوم ہمارے اندر موجود نہیں، وہ ایسی جگہ تشریف لے گئے جہاں ہم سب نے جانا ہے، اللہ پاک پروردگار عالم ان کے اس سفر کو خوب بابرکت فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اس سفر کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

آج میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے حوالے سے آپ دوستوں کی خدمت میں کچھ معروضات عرض کرتا ہوں، آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ ابھی ۱۱ مئی کو ملک عزیز پاکستان میں جنرل الیکشن ہوئے تھے۔ آج سے ٹھیک چوالیس سال پہلے بھی ۱۹۷۰ء کے اندر الیکشن ہوئے تھے۔ چوالیس سال پہلے کی بات کا معنی یہ ہے کہ اس زمانے میں جو بوڑھے حضرات تھے وہ سب ہی اللہ کے حضور چل دیے، اس زمانے میں جو حضرات جوان تھے وہ بابے بن گئے ہیں اور جو اس زمانے میں بچے تھے اب باپ بن گئے ہیں، آپ میں بہت سارے دوست ایسے ہوں گے کہ جو میں واقعات شروع کر رہا ہوں یہ تقریباً ان کی پیدائش سے بھی پہلے کے ہیں، یہ آج سے چوالیس سال پہلے کی بات ہے، ابتدا میں مجھ مسکین کی گفتگو سے آپ دوستوں کو تھوڑی سی اجنبیت ہوگی لیکن وہ گفتگو کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اگلی جو میری آخری گفتگو ہے اس کو سمجھنا میری ابتدائی گفتگو پر موقوف ہے۔

میرے بھائیو! اس ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہمارے پرنٹ میڈیا میں ایک بحث چلی تھی اور اس زمانہ میں جو اسلام کے حوالے سے معروف تھے یا یہ کہ اسلام کے حوالہ سے اپنا تعارف پسند کرتے تھے ان کو دایاں بازو کہا جاتا تھا اور جو اپنے آپ کو ترقی پسند کہتے تھے یا کہلواتے تو انہیں بایاں بازو کہا جاتا تھا۔

۱۹۷۰ء کا الیکشن ہوا، اس ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں واضح طور پر پوری قوم دو حصوں کے اندر بٹی ہوئی تھی۔ دایاں بازو اور بایاں بازو۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ الیکشن کے فوراً بعد رزلٹ جو سامنے آیا، مشرقی پاکستان میں جناب مجیب الرحمٰن صاحب نے بڑی واضح اکثریت حاصل کی اور اگر الیکشن کے نتائج کو تسلیم کرلیا جاتا تو پورے پاکستان پر حکمرانی کے مستحق تھے، انہوں نے اس کثرت کے ساتھ الیکشن جیتا تھا، یہاں مغربی پاکستان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی پارٹی نے واضح طور پر اکثریت حاصل کی۔ اس زمانے میں مذہبی جماعتوں میں جمعیت علماء اسلام کی سب سے زیادہ سیٹیں تھیں پھر جمعیت علماء پاکستان کی اور کچھ جماعت اسلامی کی بھی۔

اس الیکشن کے تقریباً کوئی تین سال بعد یعنی ۱۹۷۳ء میں "ملتان نشتر میڈیکل کالج" کے طلبا کی یونین کا الیکشن تھا، تب چونکہ اوپر ایک تقسیم موجود تھی دائیں اور بائیں بازو کی تو وہی اثرات نچلی سطح تک در آئے، چنانچہ اس الیکشن میں بھی طلبا کی تنظیم کے اندر واضح طور پر دو دھڑے شمار کیے گئے، ایک کو دایاں بازو کہتے تھے اور دوسرے کو بایاں۔

میرے بھائیو! دائیں بازو نے اپنا پینل کھڑا کیا اور بائیں بازو نے اپنا پینل، جاننے والے دوست جانتے ہیں کہ یہ جو بائیں بازو کا پینل تھا، یہ پینل والے خیر سے اتنے ترقی پسند واقع ہوئے کہ انہوں نے اپنے ساتھ قادیانیوں کو بھی ملایا، صرف ملایا نہیں بلکہ قادیانیوں کو بھی اپنے پینل میں دو تین سیٹوں پر کھڑا کردیا۔

برادران عزیز! جس وقت طلبا کے دونوں پینل آمنے سامنے ہوئے تو دائیں بازو کے طلبا کو موقع ملا، انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے حوالے سے اپنی تقریروں کے اندر گفتگو کرنا شروع کی، ختم نبوت پر ان کی ذہن سازی ہوئی، ملتان میں ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر ہے، تب

ہمارے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحبؒ موجود تھے، ان دوستوں نے مولانا کو کہا: ''آئینہ مرزائیت'' نامی چھوٹا سا رسالہ انہوں نے سولہ صفحات کا مرتب کرکے دیا اور خوب چھاپا، اسے تقسیم کیا گیا تو ان ساتھیوں نے دن رات اپنی گفتگو میں مرزائیت کو بھی موضوع بحث بنایا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی اہمیت کے حوالے سے بھی الیکشن میں گفتگو کی، جس وقت الیکشن ہوا اس کا نتیجہ سامنے آیا تو وہ جو کہتے ہیں کہ: ''ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔'' والا معاملہ پیش آیا۔

قادیانیوں کی نحوست یہ پڑی کہ ان کے قادیانی بھی شکست سے دوچار ہوئے اور ان کا پورا پینل شکست کھا گیا اور یہ دائیں بازو والے حضرات کا پورا پینل کامیاب ہوگیا، ان حضرات نے الیکشن جیتنے کے بعد اپنی کابینہ کا اعلان کیا، اس کے اجلاس ہوئے، الیکشن کے اندر جو وعدے کئے گئے تھے، ان کو پورا کرنے کی ان حضرات نے ذمہ داری قبول کی، اس کی تفصیلات ہیں، میں اس میں نہیں جاتا۔

دیگر کاموں کے علاوہ ان حضرات کے یہ دو تین چار مہینے الیکشن کی مہم میں خرچ ہوئے تھے، ان حضرات نے کہا کہ اب ہم آؤٹنگ کے لئے سوات وغیرہ جانا چاہتے ہیں، انہوں نے پاکستان ریلوے کو درخواست گزاری کہ بائیس مئی ۱۹۷۴ء کو ہم ٹرین کے ذریعے سفر کرنا چاہتے ہیں خیبر میل کے ذریعہ، ہمیں دو اضافی بوگیاں دی جائیں۔ پاکستان ریلوے نے ان کو جواب کے اندر یہ کہا کہ خیبر میل پہلے اتنی لمبی ٹرین ہے کہ اس کے ساتھ مزید بوگیاں لگانا ممکن نہیں، پاور وزن نہیں کھینچ پائے گی اور یہ کہ اگر جرأت کر لی بھی جائے تو ۲۲ مئی کو تو بالکل ممکن نہیں کہ اس دن کراچی سے ایک شادی پارٹی پشاور جارہی ہے اور ان کی اضافی بوگی لگنا ہے، اس لئے آپ یا تو تاریخ ملتوی کریں یا یہ کہ اگر آپ اسی تاریخ کو سفر کرنا چاہتے ہیں تو بجائے خیبر میل کے اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ بھیج سکتے ہیں۔

برادران عزیز! اگر خیبر میل کے ذریعہ یہ طلبا عزیز سفر کرتے تو خیبر میل کا اس زمانے میں روٹ یہ تھا کہ ملتان، خانیوال، چیچہ وطنی، ساہیوال، اوکاڑہ، رائیونڈ، لاہور، گوجرانوالہ، لالہ موسیٰ پھر یہ مین ٹریک سے پشاور چلی جاتی ہے اور اگر ان کا سفر ہوتا چناب ایکسپریس سے تو چناب ایکسپریس کا روٹ یہ تھا: ملتان سے خانیوال، عبدالحکیم شورکوٹ، ٹوبہ، گوجرہ، فیصل آباد، چک جھمرہ، چنیوٹ، چناب نگر، لالیاں اس کے بعد سرگودھا، ملک وال اور پھر جاکر کے یہ لالہ موسیٰ سے مین ٹریک پر چڑھ جاتی ہے۔

اب جب ان طلبا عزیز کو یہ چانس دیا گیا، ان حضرات نے کہا کہ ''ٹھیک ہے ہم نے آم کھانے ہیں، پیڑ نہیں گننے۔'' اس روٹ سے نہ سہی اس روٹ سے خیبر میل کے بجائے چناب ایکسپریس سے بوگیاں دے دی جائیں تو ہم سفر کر لیں گے، چنانچہ سفر شروع ہوگیا۔

اس زمانہ میں ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہمارے پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں ایک ملک جعفر تھے، ان کا پورا خاندان قادیانی تھا اور وہ بھی کامیاب ہوئے، اس کے متعلق بھی بعض دوستوں نے انگلی اٹھائی کہ یہ قادیانی ہے۔ ادھر ہماری پنجاب اسمبلی میں تین قادیانی کامیاب ہوئے۔ ایک راجہ منور تھا وہ چکوال کا، اعظم تھسن سمبڑیال کا اور ایک بشیر احمد ماناں والا بار ضلع شیخوپورہ کا۔ رب کریم کی شان بے نیازی کہ راجہ منور چکوال نے اور اعظم تھسن سمبڑیال نے تو واضح طور پر ہاتھ کھڑے کرکے کہا کہ ہمارا خاندان اور عزیز و اقارب ضرور قادیانی ہیں، لیکن ہم قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ چلو انہوں نے موقع پر اعلان کرکے قادیانیت سے اپنی برأت کا اظہار کیا اور مسلمانوں میں اپنا شمار کرایا، رہے ملک جعفر صاحب جو نیشنل اسمبلی کے اندر تھے، ملک جعفر صاحب نے بھی آگے چل کر ۱۹۷۴ء میں جس وقت ختم نبوت کی تحریک چلی، تب انہوں نے مرزا ناصر احمد قادیانی پر سوالات کی بوچھاڑ کی۔ گورنمنٹ اور اپوزیشن نے حل کرائے یہ پیش کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ سب سے پہلے یہی ملک جعفر صاحب جن کے متعلق مشہور تھا کہ ان کا خاندان قادیانی ہے اور واقع میں پورا خاندان قادیانی تھا، لیکن اللہ جسے توفیق دے، قدرت نے اسے توبہ کی توفیق کیا دی، اس کا ایمان ایسے طور پر صیقل ہوا کہ اس نے سب سے زیادہ قادیانیت کے متعلق سخت موقف اختیار کیا، نیشنل اسمبلی میں اور اس کا کہنا یہ تھا کہ ان کو غیر مسلم کے بجائے خلاف قانون قرار دیا جائے۔

اس زمانہ میں ہمارے پنجاب کے گورنر تھے غلام مصطفیٰ کھر اور پنجاب کے چیف منسٹر تھے جناب حنیف رامے۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ حنیف رامے صاحب کی بیگم کا نام شاہین رامے تھا اور یہ شاہین رامے کوئٹہ کے ایک قادیانی جماعت کے امیر کی بیٹی تھی۔ دو بیٹیاں تھیں، ایک بیٹی اس نے معروف قادیانی راجہ غالب احمد جو پنجاب ٹیکسٹائل بورڈ کے چیئرمین بھی رہے ان کو دی تھی اور دوسری حنیف رامے کو اور یہ دونوں آپس میں ہم زلف تھے۔

اب قادیانی یہ سمجھتے تھے کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا ہے۔ دامے، درمے، سخنے، قدمے مرد و عورتیں ہمارے جوان بوڑھے ہم سب نے ان کے الیکشن کے لئے دن رات ایک کردیا، ان کے لئے استعمال ہوئے اور خوب استعمال ہوئے، تو ہمارا حق ہے کہ اب وفاق کے اندر بھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہے تو گویا ہم بھی

اس میں شریک ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں بھی پتہ نہیں قادیانی کیا کیا توقع قائم کئے بیٹھے تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ بدمست ہاتھی کی طرح قادیانی اپنے قریب کسی کو نہیں پھٹکنے دیتے تھے اور اس تیز رفتاری کے ساتھ سرپٹ دوڑتے جارہے تھے کہ ان کی طرف دیکھنا بھی بہت مشکل ہورہا تھا۔

میرے بھائیو! نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کی جس وقت ٹرین چلی، یہ گئی چناب نگر اسٹیشن پر، اس کا نام پہلے ربوہ تھا، بعد میں تبدیل ہوا، اب اس کا نام چناب نگر ہے۔ میں نے قادیانیوں کے اسی شہر میں بیان کرتے ہوئے قادیانیوں سے ایک موقع پر درخواست کی تھی کہ آج تمہارے شہر کا نام مٹا ہے، انشاء اللہ وقت آئے گا تو قادیانیت کا نشان بھی مٹے گا۔

میرے بھائیو! اس زمانہ میں قادیانیوں کی عادت یہ تھی کہ جو ٹرین ان کے اسٹیشن چناب نگر سے گزرتی اس کے اوپر یہ لٹریچر تقسیم کرتے، اپنے پمفلٹ اور ہینڈبل وغیرہ، ان کا اپنا ایک اخبار نکلتا ہے جسے وہ ''الفضل'' کہتے ہیں اور ہم الدجل کہتے ہیں، یہ اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ قادیانیوں نے حسب عادت آج ۲۲ رمئی کو ٹرین گئی تو ان ٹرین کے ڈبوں میں انہوں نے اپنا لٹریچر حسب عادت تقسیم کیا تو ان مسافروں میں وہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبا بھی تھے۔ ختم نبوت پر ان کا ذہن بنا ہوا تھا، انہوں نے جوں ہی لٹریچر کو دیکھا یوں کرکے اسے چیرا اکٹھا کیا پھر یوں چیرا، چار ٹکڑے کئے، زمین پر ڈالا، پاؤں سے مسلا، اس کے اوپر تھوکا اور جہاں اور نعرے لگائے وہاں مرزا گاما ٹھاہ! ٹھاہ! جس طرح کہ اسکول، یونیورسٹی کے طلبا کا آزادانہ مزاج ہوتا ہے، انہوں نے بڑی بہادری اور جرأت کے ساتھ گاما کانا ٹھاہ! ٹھاہ! کے نعرے لگائے۔ تب قادیانیوں کے تیور بدلے، انہوں نے بڑی ترچھی نگاہوں سے ان طلبا عزیز کی طرف دیکھا، جوں ہی ٹرین گئی تو قادیانیوں کے سینے کے اوپر سانپ لوٹنے لگا، وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ بھی دیا، اس زمانہ میں کئی لاکھ روپے ہم نے ان کے الیکشن میں بھی خرچ کیا، دن رات ان کے لئے سرگرداں رہے اور آج پوزیشن یہ ہے کہ ہمارے اسٹیشن پر ہمارے حضرت کے خلاف نعرے......؟؟

اس زمانہ میں قادیانی جماعت کا چیف گرو اور ان کا لاٹ پادری مرزا ناصر قادیانی تھا۔ مرزا ناصر کے اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان رابطہ کا جو کام دیتا تھا وہ مرزا طاہر قادیانی تھا جو بعد میں مرزا ناصر کے مرنے کے بعد قادیانی جماعت کا سربراہ بنا۔ مرزا ناصر احمد نے مرزا طاہر کو کہا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے پاس جاؤ اور انہیں جا کر کہو کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوگئی۔

میرے بھائیو! مرزا طاہر نے پاؤں سر پر رکھے، دوڑ لائی، سیدھا جناب بھٹو صاحب کے پاس اور جاکر ان کو کہا کہ بھٹو صاحب! ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوگئی، اس الیکشن میں ہم نے آپ کی یہ مدد کی، یہ مدد کی، یہ مدد کی آپ یہاں پر پہنچے ہیں تو اس کے اندر ہمارا بھی حصہ ہے اور آج اس کا ہمیں صلہ یہ دیا جارہا ہے کہ ہمارے شہر میں ہمارے حضرت کے خلاف نعرے......؟

میرے بھائیو! کہتے ہیں کہ حسن وہ ہوتا ہے جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔ جناب بھٹو صاحب! ایک محب وطن قومی راہنما تھے، بلا کے، قد کاٹھ کا آدمی تھا، انٹرنیشنل فیم کا، بہت ذہین آدمی صرف ذہین نہیں بلا کا ذہین۔ بھٹو صاحب سمجھ گئے کہ قادیانیوں کو ہم نے استعمال کرنا تھا کرلیا، اب قادیانیوں کی وجہ سے اگر میں ان طلبا پر مقدمہ چلاتا ہوں یا گرفتار کرتا ہوں تو کراچی سے لے کر خیبر تک سارے ملک کے طلبا بھی میرے خلاف جلوس نکالیں گے، مسجد و مدرسہ بھی میرے خلاف ہوجائے گا، تو کوئلوں کی دلالی میں، میں نے کیا کمایا؟ بھٹو صاحب نے مرزا طاہر کو ایک ایسا چکر دیا کہ بس اس کا رخ ہی موڑ دیا۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ مرزا طاہر احمد....! پہلے تو وہ بات کرتا رہا کہ یہ ہوا، یہ نعرے لگے، یہ ہوا تو بھٹو صاحب سنتے رہے اور اس کے بعد کہا کہ مرزا طاہر احمد....! میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ بہت بڑی لابی ہیں لیکن آج مجھے پتا چلا کہ دنیا میں تم سے بڑھ کر کوئی اور بڑا بزدل نہیں، تم سب سے بڑے بزدل ہو، چار طالب علموں نے نعرے لگائے، تم سے وہ بھی نہیں سنبھالے جاتے....؟ اب مرزا طاہر یہ سمجھا کہ بھٹو صاحب نے ہمیں فری ہینڈ دے دیا ہے اور بھٹو صاحب نے یہ کیا کہ اپنے گلے سے وہ گرم کڑاہی اتاری اور ان کے گلے کے اندر فٹ کردی۔

یہ ٹرین جس کے ساتھ یہ بوگیاں ۲۲ رمئی کو گئی تھیں، روٹین کے مطابق اب یہ اسی ٹرین کے ساتھ انہوں نے ۲۹ رمئی کو واپس آنا تھا۔ ۲۸ رمئی کی شام کو پشاور سے چلنا تھا تو قادیانیوں نے تیاری شروع کردی۔

میرے بھائیو! جھمرہ فیصل آباد سے جائیں پشاور کی طرف اس روٹ پر جس کا میں ذکر کررہا ہوں تو راستے میں چک آتا ہے اس کے بعد چنیوٹ، چنیوٹ کے بعد ربوہ (چناب نگر) لالیاں، نشتر آباد، شاہین آباد، پنڈی رسول اس کے بعد سرگودھا تو یہ سرگودھا سے لے کر چک جھمرہ تک آٹھ اسٹیشن بنتے ہیں۔ تمام اسٹیشنوں کے اوپر قادیانی اسٹیشن ماسٹر ریلوے کے اندر فٹ تھے۔ قادیانیوں نے تیاری یہ کی کہ سرگودھا سے لے کر لالیاں تک جتنے درمیان میں اسٹیشن آتے ہیں تمام اسٹیشنوں پر جہاں جہاں ٹرین نے رکنا تھا اپنی قادیانی جماعتوں کو ہدایت کی کہ

آپ اس ٹرین پر فلاں تاریخ کو ۲۹ تاریخ کو سوار ہوں اور سفر کریں اور یہ کہ خالی ہاتھ تم میں سے کوئی نہ ہو۔ ہاکیاں، بلے یا ڈنڈے وغیرہ کم از کم یہ سامان تمہارے پاس ہونا چاہئے۔ اب قادیانی سرگودھا والے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھتے ہیں۔ آگے وہ قادیانی انہیں پل پل کی خبر دے رہی ہے، آگے وہ چنڈی رسول والے پوچھتے ہیں نشتر آباد شاہین آباد والے انہیں پل پل کی خبر تھی کہ اب ٹرین فلاں جگہ پہنچی، فلاں جگہ پہنچی، یہاں پہنچ کر پہنچی۔ انہوں نے کنٹرول روم سے ٹرین کا ٹائم پوچھا معلوم کیا کہ وہ طلبا کی بوگیاں کہاں ہیں.....؟ کہا کہ اگر انجن کی طرف سے شمار کریں تو ساتواں آٹھواں نمبر ہے اور اگر گارڈ کے ڈبے کی طرف سے شمار کریں تو تیسرا چوتھا نمبر ان کا بنتا ہے، اب قادیانی سوار ہوتے رہے اور ان ڈبوں کو انہوں نے فوکس کیا ہوا تھا، ٹرین ان کی بالکل بھر گئی وہاں جس وقت چناب نگر پہنچی تو قادیانی جماعت کا جو بعد میں پانچواں شہسوار بنا مرزا طاہر اس کی قیادت میں دو ہزار چناب نگر کے قادیانی اوباش اور ظالم ان لوگوں نے لوہے کے ہنٹر لئے ہوئے، آہنی کے لئے ہوئے اور یہ کہ ہاکیاں ان کے پاس، اب جوں ہی ٹرین رکی یہ سارے جتنے ٹرین کے اندر سوار تھے، انہوں نے آ کر طلبا کو رکنے سے پہلے ہی دروازے اندر سے توڑے اندر داخل ہوئے، اب کوئی طالب علم بے چارہ سیٹ پر لیٹا ہے، بالوں سے پکڑا نیچے اتارا کسی کو مارا کسی کو پیٹا اور ان کا وہ حال کیا الامان حتیٰ کہ ایسا بھی ہوا کہ مارے ڈر کے اگر کسی طالب علم نے سیٹ کے نیچے چھپنے کی کوشش کی تو قادیانیوں نے اسے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر دروازہ کے سامنے لائے اور یہ اس طرح کر کے پکڑ کر اس کے ہاتھ اور پاؤں سے پکڑ کے ٹانگوں سے پکڑ کے اسٹیشن کی طرف اچھالتے تھے، جس طرح پلے دار بوری کو اچھالتا ہے، آگے قادیانیوں سے اسٹیشن اٹا ہوا تھا، جوں ہی یہ اس کی طرف پھینکتے وہ ان کو ہاتھوں پر لیتے زمین پر لٹاتے بچھاتے اور ان کی پٹائی شروع کر دیتے، کسی کی ناک کی ہڈی ٹوٹی، کسی کے یہاں پر زخم آیا، کسی کے یہاں (سر چہرے وغیرہ کی طرف اشارے سے بتایا) کسی کا سر پھٹا کسی کا گریبان، کسی کی کلائی مروڑی، کسی کے دانت ٹوٹے، قادیانیوں نے وہ ظلم کیا کہ ظلم و بربریت کی انتہا کر دی۔

(جاری ہے)

# اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

نبی مصطفیٰ ﷺ کہئے، رسول مجتبیٰ ﷺ کہئے
روا ہے ساری خلقت میں، انہیں خیرالوریٰ کہئے
امامت جس نے فرمائی شب معراج اقصیٰ میں
انہیں ختم الرسل ﷺ کہئے، امام الانبیاء کہئے

(ولی عظیم آبادی)

خدمت ساقی گری با ما گزاشت
داد ما را آخری جامے کہ داشت
لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است

(شاعر مشرق علامہ اقبالؒ)

جہاں میں اعلائے حق کی خاطر نبی بیت الحرام آئے
وہ کوہ فاراں کی چوٹیوں سے لئے خدا کا پیام آئے
جہاں نہ مذہب کا کچھ پتہ تھا جہاں کہ کعبہ ہی بتکدہ تھا
انہیں میں فوز و فلاح لے کر رسول خاتمؐ امام آئے

(ولی عظیم آبادی)

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالتؑ ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم وما اقوام را

(شاعر مشرق علامہ اقبالؒ)

وہی تو محبوب ہر نظر ہے وہی تو ممدوح ہر بشر ہے
وہی کہ خلقت میں جس کا رتبہ سب ہی سے افضل عظیم تر ہے
لقب ہے اس کا نبی خاتم ہے اس کی امت سواد اعظم
ہر ایک امت کے واسطے بس شہادت ان کی ہی معتبر ہے

(ولی عظیم آبادی)

یہ زمیں کی وسعتیں چار سو ہیں نوال خاتم الانبیاء
تو جہاں کے رنگ و بہار میں ہے جمال خاتم الانبیاء
وہ حبیب رب جلال ہیں وہی نور چشم خلیل ہیں
سر منتہیٰ جو گیا بشر ہے کمال خاتم الانبیاء

(رسا شیروی رام پوری)

# قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ

## پر بحث کی مصدقہ رپورٹ

محمد متین خالد

جبیں پر سجدے کا نشان، چہرے پر حکمت، علم و عمل میں سرفراز، دین محمدی کے سپاہی، خوددار، باحیاء حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ مجاہدین تحفظ ختم نبوت کے سرگرم اور پُرجوش سالار ہیں۔ پوری دنیا میں قادیانیت کے خلاف برسرپیکار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں ان کا وجود وہی حیثیت رکھتا ہے جو سمندر کی آغوش میں گوہر شب چراغ کو حاصل ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے جدوجہد ان کی زندگی کا مقصد و محور ہے۔ وہ نہ صرف سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی جرأت کے وارث ہیں بلکہ اکابر تحفظ ختم نبوت کی عظمتوں کے امین بھی، انہوں نے اپنی تقریر اور تحریر کے ذریعے ہر خاص و عام میں تحفظ ختم نبوت کا وہ شعور پیدا کیا جس کی ضیاء پاشیوں سے ان کے قلب و نظر علمی طور پر آج بھی پوری طرح منور ہیں۔ تاریخ کے سینے میں وہ روشن لمحات محفوظ رہیں گے جب مولانا اللہ وسایا کی للکار اور یلغار سے قصر قادیانیت پر لرزہ طاری ہوا اور قادیانی مافیا کا گاڈ فادر مرزا ناصر اس کی تاب نہ لاتے ہوئے مرگیا۔

مولانا اللہ وسایا کا قلم اور اس سے نکلا ہوا ہر لفظ قادیانیت کے لئے تحقیق کا وہ پتھر ہے جو پورے عزم و ایمان سے قادیانیت کے ایوانوں پر گر کر ان کا نام و نشان مٹا ڈالتا ہے اور بڑے بڑے قادیانی اور ان کے ہم نواؤں کا زعم برتری، طلسم آزری، ناز آگہی اور دعویٰ دانشوری اس کے ملبے میں دب کر رہ جاتا ہے۔

مولانا اللہ وسایا قادیانیت کے مکروفن سے بخوبی آشنا ہیں، اس لئے ان کی کتب اس فتنہ کے خلاف ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی شہرۂ آفاق کتاب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ جس شخص کو بھی اس کتاب کے مطالعے کا شرف حاصل ہوا ہے وہ یہ حقیقت تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس زندہ و بیدار کتاب کے آئینے میں اس نے براہ راست اپنی آنکھوں سے تحریک کا مشاہدہ کرلیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ تذکرۂ مجاہدین ختم نبوت، قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء (تین جلدیں)، آئینہ قادیانیت اور قادیانی شبہات کے جوابات" مولانا کی قابل ذکر تصانیف ہیں۔

قادیانیت الجھے مکاشفات، مہمل نظریات، اندھے مشاہدات اور جنسی تجربات کا فطرت مخالف اور شعور سوز مذہب ہے، جس کا ہر پیروکار عقل و عقائد کے فالج کا شکار ہے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو دیار جہل ربوہ (حال چناب نگر) میں جو سانحہ پیش آیا اس پر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ ملک کے طول و عرض میں قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا عوامی مطالبہ گونجنے لگا۔ حکومت وقت نے اس تحریک کو ہر ممکن طریقے اور حربے سے دبانے کی بھرپور کوشش کی مگر اس کی ہر ترکیب و تدبیر ناکام و نامراد ٹھہری۔

۳۰ رجون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں مولانا شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی قرارداد پیش کی، جس پر مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالحق، چوہدری ظہور الٰہی، شیر باز خان مزاری، مولانا محمد ظفر احمد انصاری، مولانا نعمت اللہ، سردار شوکت حیات، علی احمد تالپور اور رئیس عطاء محمد خان مری سمیت چالیس کے قریب ممبران اسمبلی نے دستخط کئے۔ ۵ راگست ۱۹۷۴ء کو صبح دس بجے اسپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان کی صدارت میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا، جس میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا کوثر نیازی سمیت پوری کابینہ نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد قادیانی جماعت کے وفد کو جس کی سربراہی قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کررہا تھا بلایا گیا۔ اسمبلی میں طے پایا گیا کہ کوئی رکن قومی اسمبلی براہ راست مرزا ناصر سے سوال نہ کرے بلکہ وہ اپنا سوال لکھ کر اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو دے جو خود مرزا ناصر سے اس بارے میں دریافت کریں گے۔ دنیا کی تاریخ میں جمہوری نظام حکومت کا یہ واحد واقعہ ہے کہ اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ

کرنے کی بجائے قادیانی مذہب کے دونوں فرقوں (ربوی اور لاہوری) کے سربراہوں کو اپنا اپنا موقف پیش کرنے کے لئے بلایا گیا۔

حکومت نے اسمبلی کو ایک کمیٹی کا درجہ دے کر قادیانیت کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ قادیانیوں کو اپنی صفائی کے تمام مواقع فراہم کئے گئے۔ ۱۳روز کی جرح کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا۔ اس کارروائی کے نتیجے میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے متفقہ طور پر قادیانی جماعت کے دونوں گروہوں (ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور یوں مسلمانوں کا ۹۰ سالہ مسئلہ آئینی طور پر حل ہوا۔

پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت دیئے جانے کی یہ روداد اتنی دلچسپ، دلنشیں، عوامی، سادہ اور آسان ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے گویا کہ وہ قومی اسمبلی میں بیٹھا راہ راست خود یہ کارروائی دیکھ رہا ہے۔ مولانا اللہ وسایا مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس قومی وتاریخی دستاویز کو بڑی جانگسل محنت سے ۲۹۵۲ صفحات پر ”قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ“ کے نام سے پانچ جلدوں میں مرتب کرکے ایک ملی ودینی فریضے کی تکمیل کی ہے۔

قادیانیوں کو مسلمانوں کے ساتھ مناظروں اور کج بحثی کا بہت شوق ہے، ہر قادیانی چونکہ مذموم عزائم کے پیش نظر مخصوص موضوعات پر اپنے تئیں بھرپور تیاری کے ساتھ ”مسلح“ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس عام مسلمان ان موضوعات سے تقریباً نابلد ہوتا ہے۔ یوں بظاہر قادیانی کو ایک مسلمان پر عارضی برتری حاصل ہوجاتی ہے پھر پروپیگنڈے کے زور پر قادیانی فاتح اور مسلمان مفتوح کہلاتا ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی مسلمان اس روداد کا بنظر عمیق مطالعہ کرلے تو دنیا کا کوئی قادیانی اس سے مناظرے اور مجادلے کی جرأت نہیں کرے گا۔

قادیانی ۱۹۷۴ء سے لے کر اب تک یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ اگر یہ کارروائی شائع ہوجائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے گا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی شائع ہونے سے قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا لیکن حیرت ہے کہ اس قومی تاریخی دستاویز سے قادیانیوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہے، کیونکہ اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار مرحوم نے اس سوال پر کہ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ:

”اگر یہ روداد شائع ہوجائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے گا۔“

کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا:

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے، ویسے وہ اپنا شوق پورا کرلیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔“ (انٹرویو نگار منیر احمد منیر ایڈیٹر ماہنامہ ”آتش فشاں“ لاہور، مئی ۱۹۷۴ء)

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کارروائی کے نتیجے میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی قادیانی نہیں ہوا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے کارروائی کا بائیکاٹ نہیں کیا، کسی رکن قومی اسمبلی نے اجلاس سے واک آؤٹ نہیں کیا، کسی رکن قومی اسمبلی نے قادیانیوں کی حمایت نہیں کی۔ اس کے برعکس نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگیا۔ حالانکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی گیا۔ اس کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ، متکبرانہ اور تمسخرانہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں تاویلات اور شکوک وشبہات کے ذریعے اسمبلی کو قائل کرلوں گا، مگر بری طرح ناکام رہا۔ قادیانی قیادت نے قومی اسمبلی کے تمام ارکان میں ۱۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب ”محضرنامہ“ تقسیم کی، جس میں اپنے عقائد کی بھرپور ترجمانی کی، اس کتاب کے آخری صفحہ پر ”دعا“ کے عنوان سے لکھا ہے:

”دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معزز ارکان اسمبلی کو ایسا نور فراست عطا فرمائے کہ وہ حق وصداقت پر مبنی ان فیصلوں تک پہنچ جائیں جو قرآن وسنت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔“

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قادیانیوں کی دعا قبول ہوئی تو وہ قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو وہ جھوٹے ہیں۔

بہت کم ایسی کتابیں ہوتی ہیں جن کا مطالعہ ناگزیر ہوتا ہے۔ زیرنظر کتاب بھی انہی کتابوں میں سے ایک ہے، ہر مسلمان کو اس سے استفادہ کرنا چاہئے، ارباب دانش کی رائے ہے کہ نسل نو کی فکری راہنمائی کے لئے یہ کتاب تعلیمی اداروں اور دینی مدارس کے نصاب کے لئے بے حد موزوں اور مفید ہے۔ انشاء اللہ مولانا اللہ وسایا کی اس کاوش کو علمی و مذہبی حلقوں میں بے حد پذیرائی حاصل ہوگی، یہ قومی و تاریخی دستاویز ”قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ“ جس کا مدتوں سے انتظار تھا، وقت کی اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ تاریخ کے نازک لمحات محفوظ کرنے پر مولانا اللہ وسایا بے حد مبارکباد کے مستحق ہیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۷/اکتوبر ۲۰۱۳ء)

# کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ہفت روزہ
## ختم نبوۃ

**عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت** پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرین صلی اللہ علیہ وسلم، سیرتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

## جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی

ہفت روزہ
## ختم نبوۃ
کا مطالعہ کیجئے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی جاتا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل | کمپیوٹر کتابت | عمدہ طباعت

**ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے**

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے
خریدار بنئے — بنائیے ۔ اشتہارات دیجئے ۔ مالی امداد فراہم کیجئے